الإسناد من الدين ولولا الإسناد لقال من شاء ما شاء

علم اسماء الرجال

طلباء وطالبات کیلئے انمول تحفہ

علم الرجال
تاریخ کتب علم الرجال
(المرحلة الاولى)

Course-4 Level-1

HISTORY OF BOOKS OF ILM-UR-RIJAL

جمع و ترتیب:

حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

حقوق الطبع محفوظة
©Copyright Reserved

علم اسماء الرجال

علم الرجال تاريخ كتب علم الرجال(المرحلة الاولى)

HISTORY OF KUTUB-E-ILM-E-RIJAL

Course-4

Level-1

Shaikh Arshad Basheer Umari Madani
Waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A.;
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyderabad, TS, INDIA.
+91 92906 21633 (WhatsApp only)
www.abmqurannotes.com I www.askislampedia.com I www.askmadani.com

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

بسم الله الرحمن الرحيم

وضاحت

course 4 کے ضمن میں ترتیب و جمع کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے تاکہ علمی ورکشاپ میں حاضر ہونے والے طلبہ کو بطور نوٹس مذکرۃ مہیا کیا جائے مراجعہ کے لئے۔ إن شاء الله

البتہ course 5 کے معلومات کا تعلق مفرغات کے قبیل سے ہے یعني ارشد بشیر مدنی کے آڈیو سے سن کر حوالہ قرطاس کیا گیا ہے۔ بارک الله تعالى

(بصد شکریہ سارے مصنفین و معاونین)

جمع و تربیت از: حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ الله

Other ilmy Courses

Course-1

مصطلح الحديث (المرحلة الاولى)

mustalahul Hadees level 1 (uloom hadees)

Course-2

مصطلح الحديث (المرحلة الثانية)

Mustalahul Hadees level 2

Course-3

مصطلح الحديث (المرحلة الثالثة)

Mustalahul Hadees level 3

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

Course-4

علم الرجال (المرحلة الاولى) تاريخ كتب علم الرجال

Ilmur rijal (level 1)

Tareeku Kutubi Ilmirrijal (muqaddimatu Ilmir rijal)

Course-5

علم الرجال (المرحلة الثانية)

علم الرواة

75 راويا

Ilmur rijal -level 1 (75 raavi aur baz asaneed)

Course-6

علم الرجال (المرحلة الثالثة)

علم الرواة

50 راويا

(مرحلة التصحيح والتضعيف)

Ilmur rijal -level 2 (50 raavi / 40 marhale tasheeh o tazeef ke + jadeed zarae aur wasael aam admi sahih hadees tak kaise pahunche)

Course-7

تعريف مفصل عن كتب الحديث

detail introduction about 63 books of Hadees

AskIslamPedia
Gateway for Islamic Information
Free Online Islamic Encyclopedia

Course-8

كتب شروحات الحديث

KUTUBU Shuroohatil Hadees

Course-9

شرح جامع العلوم والحكم

Sharh- jamiul uloom wal Hikam (50 hadeess ki sharah)

Course-10

شرح بلوغ المرام

Sharh - Buloogul Maram

Course-11

أحاديث مختارة للحفظ- (المرحلة الاولى) (للمبتدئين)

45Selected Ahadees for hifz - part 1

(beginner)

Course-12

أحاديث مختارة للحفظ (المرحلة الثانية)

AskIslamPedia
For Islamic Information
Free Online Islamic Encyclopedia

100Selected Ahadees for hifz 100－part2（advance）

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

الدرس الاول

فن علم الرجال تعارف

اہمیت وضرورت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ:

اسماء رجال یا تاریخ رواۃ، علوم حدیث میں وہ عظیم الشان فن ہے جس کو احادیث کی خدمت اور صحیح وغیر صحیح کی پہچان کے لئے مسلمانوں ہی نے ایجاد کیا ہے اور یقینا اس علم میں ان کا کوئی شریک وسہیم نہیں ہے چنانچہ غیر بھی اس کا اقرار کرتے ہیں۔

مشہور جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الاصابۃ" کے انگریزی مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ:

"کوئی قوم دنیا میں ایسی گذری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماءورجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہو سکتا ہو"۔

AskIslamPedia
Gateway for Islamic Information
Free Online Islamic Encyclopedia

دو اہم موضوع

1) اخلاق وعدالت راوي کی تفتیش ضروري تاکہ کذب ووضع حدیث سے محفوظ رہے۔

2) قوت حفظ وضبط کی تفتیش ضروري تاکہ وہم اور اقسام ضعیف اَحادیث کی

ٹھوکر سے محفوظ رہے۔

(1) اخلاق وعدالت راوی کی تفتیش ضروری تاکہ کذب ووضع حدیث سے محفوظ رہے

چنانچہ مشہور محدث سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

((لَمَّا اسْتَعْمَلَ الرُّوَاةُ الْكَذِبَ اسْتَعْمَلْنَا لَهُمُ التَّارِيخَ))

کہ جب ناقلین حدیث میں سے بعض نے جھوٹ بولنا شروع کیا تو ہم نے ان کے لئے تاریخ استعمال کی یعنی ہم نے تاریخ کے ذریعہ اس کا دفاع کیا اور ان کا جھوٹ معلوم کیا۔

(الکفایۃ ص:119، والکامل لابن عدی:1 /97، طبع دار الفکر، وفتح المغیث ص:311 ج:3، واصول الحدیث الدکتور عجاج الخطیب ص:254، واعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ للسخاوی ص:9)

محدّثین نے اس قسم کے عجیب وغریب واقعات لکھے ہیں چنانچہ مقدمہ صحیح مسلم میں معلّی بن عرفان کے متعلق ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ معلّی نے ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ روایت بیان کی:

((حَدَّثَنَا أَبُو وَائِلٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِصِفِّينَ. فَقَالَ أَبُو نُعَيْمٍ أَتُرَاهُ بُعِثَ بَعْدَ الْمَوْتِ))

(مسلم ص:26 ج:1)

یعنی جنگ صفین میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے تو ابو نعیم نے کہا کہ کیا وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گئے تھے یعنی تاریخ سے ثابت ہے کہ ان کا انتقال 32ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوا تھا۔

(موسوعہ فقہ ابن مسعود ص:9، وتاریخ الکامل لابن اثیر ص:136 ج:3)

جب کہ واقعہ صفین 36ھ کے آخر میں ہوا تھا (الکامل لابن اثیر ص276 ج:3) یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے انتقال کے چار سال بعد، اسی طرح ابو داؤد الاعمیٰ کا جھوٹ مشہور محدث قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ کے ذریعے سے بیان کیا تھا۔

(مقدمہ صحیح مسلم ص:21 وص22 ج:1)

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكفاية في علم الرواية" میں عفیر بن معدان الکلاعی سے نقل کیا ہے کہ:

((قَدِمَ عَلَيْنَا عُمَرُ بْنُ مُوسَى حِمْصَ فَاجْتَمَعْنَا إِلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ, فَجَعَلَ يَقُولُ حَدَّثَنَا شَيْخُكُمُ الصَّالِحُ, حَدَّثَنَا شَيْخُكُمُ الصَّالِحُ، فَلَمَّا أَكْثَرَ, قُلْتُ لَهُ: مَنْ شَيْخُنَا هَذَا الصَّالِحُ؟ سَمِّهِ لَنَا نَعْرِفُهُ, قَالَ: فَقَالَ خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ, قُلْتُ لَهُ: فِي أَيِّ سَنَةٍ لَقِيتَهُ؟ قَالَ: لَقِيتُهُ سَنَةَ ثَمَانٍ وَمِائَةٍ, قُلْتُ: فَأَيْنَ لَقِيتَهُ؟ قَالَ: لَقِيتُهُ فِي غَزَاةِ أَرْمِينِيَّةَ, قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: اتَّقِ اللَّهَ يَا شَيْخُ, وَلَا تَكْذِبْ، مَاتَ خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ فِي سَنَةِ أَرْبَعٍ وَمِائَةٍ, وَأَنْتَ تَزْعُمُ أَنَّكَ لَقِيتَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ بِأَرْبَعِ سِنِينَ، وَأَزِيدُكَ أُخْرَى إِنَّهُ لَمْ يَغْزُ أَرْمِينِيَّةَ قَطُّ، كَانَ يَغْزُو الرُّومَ))

"عمر بن موسیٰ ہمارے پاس حمص میں آئے ہم احادیث سننے کے لئے اُس کے

پاس جمع ہو گئے وہ مجلس میں بار بار کہنے لگے کہ ہمیں تمہارے صالح شیخ نے یہ حدیث سنائی آخر مجھ سے رہا نہ گیا تو میں نے پوچھ لیا کہ بتا بھی دو کہ ہمارے یہ صالح شیخ کون ہیں تا کہ ہم بھی اُس کو جان لیں، کہنے لگے کہ یہ شیخ صالح خالد بن معدان ہے میں نے پوچھا کہ تم ان سے کب اور اور کہاں ملے تھے کہنے لگے کہ 108ھ میں ارمینیہ میں ان سے ملا تھا میں نے کہا خدا کا خوف کر اور جھوٹ مت بولو اس لئے کہ خالد بن معدان کی موت تو 104ھ میں واقع ہوئی جب کہ تم کہتے ہو کہ میں ان سے 108ھ میں ملا تھا یعنی ان کے انتقال کے چار سال بعد اور دوسری بات یہ کہ وہ کبھی جہاد میں ارمینیہ کی طرف گئے ہی نہیں وہ تو اہلِ روم سے جہاد کیا کرتے تھے۔"

محدّثین نے اس قسم کے بہت واقعات لکھے ہیں کہ تاریخ ہی کے ذریعے بہت سے جھوٹے لوگ مجالس میں رسوا ہوئے ہیں۔

(ملاحظہ ہو الاعلان بالتوبیخ ص:9 و ص:10، و فتح المغیث ص:310 و ص:311، و المدخل فی اصول الحدیث للحاکم ص:25و ص:26)

احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے اس کی خبر دی ہے کہ کچھ لوگ تمہارے پاس ایسے آئیں گے جو مجھ سے منسوب کر کے تمہیں حدیث سنائیں گے لیکن وہ احادیث جھوٹی ہوں گی، چنانچہ مقدمہ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث مرفوع نقل کی ہے کہ:

((سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي أُنَاسٌ يُحَدِّثُونَكُمْ مَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلاَ

آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ))

(مقدمہ مسلم ص:12ج:1)

"کہ آخری زمانہ میں میری امّت کے کچھ لوگ تمھیں ایسی حدیثیں سنائیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے آباء اجدادنے، تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ:

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ
كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلاَ آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لاَ يُضِلُّونَكُمْ وَلاَ يَفْتِنُونَكُمْ))

(مقدمہ مسلم ص:13ج:1)۔

اس حدیث کا مفہوم بھی وہی ہے کہ کچھ دجال وکذاب تمہارے پاس آکر ایسی حدیثیں سنائیں گے جو تم نے نہیں سنی ہوں گی تم اپنے آپ کو ان سے محفوظ رکھو کہیں تمہیں گمراہ کرکے فتنہ میں مبتلا نہ کردیں۔

اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ:

((إِنَّ فِى الْبَحْرِ شَيَاطِينَ مَسْجُونَةً، أَوْثَقَهَا سُلَيْمَانُ، يُوشِكُ أَنْ تَخْرُجَ، فَتَقْرَأَ عَلَى النَّاسِ قُرْآنًا))

(مقدمہ مسلم ص:12ج:1)

"حضرت سلیمان علیہ السلام نے کچھ شیاطین کو دریا میں قید کر دیا تھا عنقریب وہ نکلیں گے اور لوگوں کو کچھ پڑھ کر سنائیں گے۔"

اور یہ روایت تو متواتر سندوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ:

((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))

(مقدمہ مسلم ص:10ج:1)

"جو شخص جان بوجھ کر جھوٹ بولے تو وہ خود اپنا ٹھکانہ آگ میں مقرر کر دے۔"

ان روایات پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع مل چکی تھی کہ کچھ لوگ آپ کے اوپر جھوٹ بولیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اپنی امّت کو اس کی اطلاع بھی دی اور اُس کے متعلق وعید بھی بیان فرمائی جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جیسے کہ ایک عام آدمی یہ برداشت نہیں کرتا کہ اُس پر جھوٹ بولا جائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و عمل دوسرے لوگوں کے اقوال و اعمال کے لیے کسوٹی اور قانون کا درجہ رکھتا ہے۔ اور یہ شان ہے کہ:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى [3] إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى [4]﴾

(سورۃ النجم آیت:4)

یعنی ہر بات کو وحی جلی یا خفی کا درجہ حاصل ہو آپ کیسے یہ برداشت کر سکتے ہیں کہ آپ پر جھوٹ بولا جائے۔

اس لیے بحیثیت ایک امتی اور دین کی حفاظت کرنے والے کے ہم پر لازم ہے کہ جو احادیث آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف منسوب کی جائیں ہم اس کی تفتیش کریں کہ کہیں کوئی ایسی بات آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف منسوب نہ ہو اور کہیں ایسی بات پر ہم شریعت واحکام کی بنیاد نہ رکھ دیں جو حقیقتاً آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد نہ فرمائی ہو اور غلط طور پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف منسوب کی گئی ہو اور ظاہر ہے کہ اس "تفحّص و تبین" و تلاش کے لیے علم اسماء الرجال کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں یہی وہ ذریعہ ہے کہ جس کو استعمال کرتے ہوئے ہم سچ اور جھوٹ میں امتیاز کر سکیں۔

چنانچہ علامہ سخاوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فتح المغیث میں لکھا ہے کہ:

((وَهُوَ فَنٌّ عَظِيمُ الْوَقْعِ مِنَ الدِّينِ، قَدِيمُ النَّفْعِ بِهِ لِلْمُسْلِمِينَ، لَا يُسْتَغْنَى عَنْهُ وَلَا يُعْتَنَى بِأَعَمَّ مِنْهُ، خُصُوصًا مَا هُوَ الْقَصْدُ الْأَعْظَمُ مِنْهُ، وَهُوَ الْبَحْثُ عَنِ الرُّوَاةِ وَالْفَحْصِ عَنْ أَحْوَالِهِمْ فِي ابْتِدَائِهِمْ وَحَالِهِمْ وَاسْتِقْبَالِهِمْ ؛ لِأَنَّ الْأَحْكَامَ الِاعْتِقَادِيَّةَ وَالْمَسَائِلَ الْفِقْهِيَّةَ مَأْخُوذَةٌ مِنْ كَلَامِ الْهَادِي مِنَ الضَّلَالَةِ وَالْمُبَصِّرِ مِنَ الْعَمَى وَالْجَهَالَةِ، وَالنَّقَلَةُ لِذَلِكَ هُمُ الْوَسَائِطُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ، وَالرَّوَابِطُ فِي تَحْقِيقِ مَا أَوْجَبَهُ وَسَنَّهُ، فَكَانَ التَّعْرِيفُ بِهِمْ مِنَ الْوَاجِبَاتِ، وَالتَّشْرِيفُ بِتَرَاجِمِهِمْ مِنَ الْمُهِمَّاتِ. وَلِذَا قَامَ بِهِ فِي الْقَدِيمِ وَالْحَدِيثِ أَهْلُ الْحَدِيثِ، بَلْ نُجُومُ الْهُدَى وَرُجُومُ الْعِدَى. (وَوَضَعُوا التَّأْرِيخَ) الْمُشْتَمِلَ عَلَى مَا ذَكَرْنَاهُ مَعَ ضَمِّهِمْ لَهُ

الضَّبْطِ لِوَقْتِ كُلٍّ مِنَ السَّمَاعِ، وَقُدُومِ الْمُحَدِّثِ الْبَلَدَ الْفُلَانِيَّ فِي رِحْلَةِ الطَّالِبِ وَمَا أَشْبَهَهُ))

(فتح المغيث، ص:439، الناشر: دار الکتب العلمیۃ)

"یہ فن دین میں بہت اونچا مقام رکھتا ہے اور مسلمانوں کے لئے اس میں عظیم فوائد ہیں اس فن سے کوئی مستغنی نہیں ہو سکتا ہے اور نہ اس کو چھوڑ کر کوئی دوسرا عام فن اختیار کر سکتا ہے خاص کر اس فن تاریخ کا جو مقصد اعظم ہے وہ رواۃ حدیث کے متعلق بحث و تفتیش اور ان کے ابتدائی اور حال و مستقبل کے حالات سے واقفیت ہے کیونکہ تمام مسائل اعتقادیہ اور فقھیہ اس ذات بابرکات کے کلام سے ماخوذ ہیں جو ہادی اور جہالت کے اندھیروں سے ہدایت و شریعت کی روشنی کی طرف لانے والے تھے اور ظاہر ہے کہ ہمارے اور ان

کے درمیان رابطہ ان ہی رواۃ کے ذریعے ہے اور آپ کے واجبات و سنن کی تحقیق و علم ہم ان ہی کے ذریعے حاصل کر سکتے ہیں اس لیے ان کے احوال و واقعات معلوم کرنا واجبات دین میں سے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے محدثین نے اس طرف توجہ فرمائی اور ان راویان حدیث کے متعلق وہ تاریخیں لکھیں جو ان کے احوال اور تاریخ پیدائش و تاریخ وفات اور ان کے ضبط اور سنِ سماع اور رحالاتِ علمیہ جیسے اہم مسائل پر مشتمل ہیں۔"

حافظ ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب علوم الحدیث میں لکھتے ہیں کہ:

((مَعْرِفَةُ الثِّقَاتِ وَالضُّعَفَاءِ مِنْ رُوَاةِ الْحَدِيثِ هَذَا مِنْ أَجَلِّ نَوْعٍ

وَأَفْخِمِهِ، فَإِنَّهُ الْمِرْقَاةُ إِلَى مَعْرِفَةِ صِحَّةِ الْحَدِيثِ وَسَقَمِهِ، وَلِأَهْلِ الْمَعْرِفَةِ بِالْحَدِيثِ فِيهِ تَصَانِيفُ كَثِيرَةٌ))

(علوم الحدیث (مقدمہ ابن صلاح) ص:349)

"راویان حدیث میں سے ثقہ اور ضعیف کو پہچاننا علومِ حدیث کے بڑے انواع میں سے ہے اس لیے کہ اسی کے ذریعے سے حدیث کے صحت وضعف کو معلوم کیا جاسکتا ہے، اس لیے اس فن میں محدّثین کے بہت سی تصانیف ہیں۔
"

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے الکفایہ میں لکھا ہے کہ:

((وَمِمَّا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى كَذِبِ الْمُحَدِّثِ فِي رِوَايَتِهِ عَمَّنْ لَمْ يُدْرِكْهُ: مَعْرِفَةُ تَارِيخِ مَوْتِ الْمَرْوِيِّ عَنْهُ وَمَوْلِدِ الرَّاوِي))

(الکفایۃ فی علم الروایۃ ص:119)۔

"کہ بعض دفعہ راوی کا کذب تاریخ کی معرفت سے معلوم کیا جاتا ہے کہ مروی عنہ (یعنی جس سے وہ نقل کرتا ہے) کی تاریخ وفات اور راوی (نقل کرنے والا) کی تاریخ پیدائش معلوم ہو تو اس سے یہ فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے جیسے ماقبل میں اس قسم کے واقعات گذر چکے ہیں"۔

حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ:

((إِذَا اتَّهَمْتُمُ الشَّيْخَ فَحَاسِبُوهُ بِالسِّنِينَ , يَعْنِي: احْسِبُوا سِنَّهُ وَسَنَّ مَنْ كَتَبَ عَنْهُ))

(الکفایۃ فی علم الروایۃ ص:119)

یعنی" اگر کسی محدّث وراوی کے متعلق تمہیں جھوٹ بولنے کا شبہ ہو تو سن و تاریخ کے ذریعے اس کا محاسبہ کرو خود ظاہر ہو جائے گا، یعنی ناقل کی سن پیدائش اور منقول عنہ کی سن وفات سے اندازہ کرلو تو خود بخود اُس کے جھوٹ وسچ کا اندازہ ہو جائے گا۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے کہ:

((وَمِن الْمُهِمِّ أيضًا معرِفةُ - مَوَالِيدِهِمْ، وَوَفَيَاتِهِمْ- لأنَّ بمعرِفتِهما يَحْصُلُ الأَمْنُ من دعْوى الْمُدَّعِي لِلِقاءِ بعضِهم وهو في نفسِ الأمرِ لَيْسَ كذَلِكَ))

(شرح نخبۃ الفکر ص:132)

"کہ علوم حدیث کے اہم اقسام میں سے رواۃ کی تاریخ پیدائش ووفات وغیرہ ہے کیونکہ اس کے ذریعے ان لوگوں کے دعوؤں سے ہم محفوظ ہو سکتے ہیں جو ایسے لوگوں کے ملاقات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ جن سے ان کی ملاقات ثابت نہیں۔"

ڈاکٹر عجاج الخطیب اپنی کتاب اصول الحدیث میں لکھتے ہیں کہ:

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

((علم رجال الحدیث ذالك لان علم الحدیث یتناول دراسة السند والمتن و رجال السند هم رواة الحدیث فهم موضوع علم الرجال الذی یکون احد جانبی الحدیث فلا غرو حینئذ من ان یهتم علماء المسلمین بهذا العلم اهتماما کبیرا))

(اصول الحدیث للعجاج الخطیب ص:253)

"رجال حدیث کا علم علوم حدیث کے اہم علوم میں سے ہے اس لیے کہ علم حدیث میں متن و سند سے بحث ہوتی ہے اور سند میں مذکور لوگ ہی رجال حدیث کہلاتے ہیں اسی لیے مسلمان علماء نے اس علم کا بہت اہتمام کیا ہے۔

متقدمین و متاخرین کی ان عبارتوں سے علم اسماء رجال کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ بقول علامہ سخاویؒ یہ ان علوم میں سے ہے کہ جن کا جاننا علم حدیث و فقہ سے تعلق رکھنے والوں کے لیے واجب ہیں (فتح المغیث ص:310ج:3)

اسی بناپر اس علم کی معرفت و حصول بہت ضروری ہے۔

2 حفظ وضبط کی تفتیش بھی لازم ہے

أما راوی الحدیث نفسه: فإن کان یعانی من مشاکل عقلیة فإن المحدثین قد وضعوا شروطا شدیدة لقبول روایة الراوی بحیث یتأکدون من سلامته من أسباب الضعف والخطأ.

فاشترطوا أن یکون مسلما عاقلا ضابطا لحفظه ضبطا متقنا إن حدث من حفظه، ضابطا لکتابه إن حدث من کتابه، وأن یکون متحلیاً

بالتقوى مجافيا للمعاصى، فلا يشتهر بفسق أو يجاهر بمعصية.

وأيضا اشترطوا أن يكون سالما من مخالفة المروءة بحيث يكون سوى التصرفات ليس شاذا فى أفعاله أو مثيرا للريبة فى تصرفاته؛ كمن يلبس لباسا غير مناسب فى المحافل العامة، وما شابه ذلك.

ثم بعد تحققهم من سلامة الراوى فإنهم يعرضون مروياته على مرويات غيره من العلماء المتقنين ليتأكدوا من سلامة حديثه من الشذوذ والعلة وهو الخطأ والمخالفة لمن هو أوثق منه إما عددا أو حفظا وإتقانا، وقد يكون ذلك من الخفاء بدرجة يصعب على كثير من طلبة العلم إدراكها لكنهم يجهدون أنفسهم وعقولهم فى البحث والتنقيب حتى يتأكد لهم سلامة الراوى وسلامة مرويه ولذا نجد العلماء نصوا على أن شروط الحديث الصحيح خمسة:

1) عدالة جميع رواته وتشمل السلامة من أسباب الفسق وخوارم المروءة.

2) تمام ضبط رواته لما يروون.

3) اتصال السند من أوله إلى منتهاه، بحيث يكون كل راوٍ قد سمع الحديث ممن فوقه.

4) سلامة الحديث من الشذوذ فى سنده ومتنه، ومعنى الشذوذ:

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

أن يخالف الراوی من هو أرجح منه.

5) سلامة الحديث من العلة فی سنده ومتنه، والعلة هی: سبب خفی يقدح فی صحة الحديث، يعرفها الأئمة المتقنون.

وبهذا يتبين أنه لا مجال لأن يقبل حديث راو يعانی من أی اختلال عقلی يؤثر علی ضبطه وروايته، وكذلك لو وجد عنده مشاكل نفسية تسبب له عدم أهليته للتحديث والتعليم فإنه لا يعتمد فی الرواية عن رسول الله صلی الله عليه وسلم، بل إن الراوی لا تقبل روايته حتی يشهد له علماء هذا الفن بتمكنه وأهليته وأن حديثه داخل فی حيز القبول..والله تعالی أعلم.

ينظر تدريب الراوی للسيوطی (1/ 68-75، 155) والنكت علی ابن الصلاح لابن حجر (1/480)[1]

اب ہم اس کی تعریف وموضوع اور اس کی تدوین کو اختصار کے ساتھ بیان کریں گے:

[1] https://islamqa.info/ar/answers/161191/%D9%87%D9%84-%D9%8A%D9%82%D8%A8%D9%84-%D8%AD%D8%AF%D9%8A%D8%AB-%D8%A7%D9%84%D8%B1%D8%A7%D9%88%D9%8A-%D8%A7%D9%84%D8%B0%D9%8A-%D9%8A%D8%B9%D8%A7%D9%86%D9%8A-%D9%85%D9%86-%D9%85%D8%B4%D8%A7%D9%83%D9%84-%D8%B9%D9%82%D9%84%D9%8A%D8%A9

الدرس الثانی

تعریف

علم اسماء رجال کی تعریف ہم اختصار کے ساتھ یوں کر سکتے ہیں کہ:

بعض اہل علم:

"یہ وہ علم ہے کہ جو جرح و تعدیل کے مخصوص الفاظ و ضوابط کے ساتھ راویانِ حدیث کے احوال اور اُن کے مقام و مراتب سے بحث کرتا ہے۔"

بعض اہل علم:

علم حدیث میں اس سے مراد حدیث کا وہ خاص شعبۂ علم ہے جس میں رجالِ حدیث یعنی راویوں کے حالات، پیدائش، وفات، اساتذہ و تلامذہ کی تفصیل، طلب علم کے لیے سفر، ثقہ و غیر ثقہ ہونے کے بارے میں ماہرینِ علم حدیث کے فیصلے درج ہوں۔

بعض اہل علم:

ڈاکٹر ادیب صالح نے علم اسماء رجال کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے کہ:

((وهو علم يقوم على مابه تعرف احوال رواة الحديث من حيث كونهم رواة الحديث))

(لمحات فی اصول الحدیث ص 74 وکذا فی اصول الحدیث للعجاج الخطیب ص 253)

"یہ وہ علم ہے کہ جو راویان حدیث کے احوال سے صرف ان کے راوی ہونے کی حیثیت سے بحث کرتا ہے۔"

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں تعریف کی ہے کہ:

((التَّعْرِيفُ بِالْوَقْتِ الَّذِي تُضْبَطُ بِهِ الْأَحْوَالُ فِي الْمَوَالِيدِ وَالْوَفَيَاتِ، وَيَلْتَحِقُ بِهِ مَا يَتَّفِقُ مِنَ الْحَوَادِثِ وَالْوَقَائِعِ الَّتِي يَنْشَأُ عَنْهَا مَعَانٍ حَسَنَةٌ مَعَ تَعْدِيلٍ وَتَجْرِيحٍ وَنَحْوِ ذَلِكَ))

(فتح المغیث ص:308ج:3)

"یعنی اس وقت کی معرفت کا نام تاریخ ہے جس کے ساتھ احوال ضبط کئے جاتے ہیں پیدائش ووفات کے اعتبار سے اس کے ملحقات میں سے وہ واقعات بھی ہیں کہ جس سے کسی تعریف یا تنقیص یا دوسرے احوال معلوم کیے جاتے ہیں۔"

علمِ جرح تعدیل کا مقام ومرتبہ

قال العلامة عبد الرحمن المعلمی رحمه الله:

" ليس نقد الرواة بالأمر الهين، فان الناقد لا بد أن يكون واسع الاطلاع على الأخبار المروية، عارفا بأحوال الرواة السابقين وطرق الرواية، خبيرا بعوائد الرواة ومقاصدهم وأغراضهم، وبالأسباب الداعية إلى التساهل والكذب، والموقعة فی الخطأ والغلط، ثم يحتاج إلى أن يعرف أحوال الراوی متی ولد؟ وبأی بلد؟ و كيف هو فی الدين والأمانة والعقل والمروءة والتحفظ؟ ومتی شرع فی الطلب؟ ومتی سمع؟ و كيف سمع؟ ومع من سمع؟ و كيف كتابه؟، ثم يعرف أحوال الشيوخ

الذين يحدث عنهم وبلدانهم ووفياتهم وأوقات تحديثهم وعادتهم فى التحديث، ثم يعرف مرويات الناس عنهم ويعرض عليها مرويات هذا الراوى ويعتبرها بها، إلى غير ذلك مما يطول شرحه، ويكون مع ذلك متيقظا، مرهف الفهم، دقيق الفطنة، مالكا لنفسه، لا يستميله الهوى ولا يستفزه الغضب، ولا يستخفه بادر ظن حتى يستوفى النظر ويبلغ المقر، ثم يحسن التطبيق فى حكمه فلا يجاوز ولا يقصر.

وهذه المرتبة بعيدة المرام عزيزة المنال لم يبلغها إلا الأفذاذ" انتهى من "مقدمة الجرح والتعديل" لابن أبي حاتم (1/3-2)

ويراجع لمزيد العلم والمعرفة فى ذلك:

- قاعدة فى الجرح والتعديل لتاج الدين السبكى.
- اختصار علوم الحديث للحافظ ابن كثير.
- نخبة الفكر للحافظ ابن حجر.
- ألفية السيوطى لجلال الدين السيوطى.
- قواعد التحديث لجمال الدين القاسمى.
- تيسير مصطلح الحديث لمحمود الطحان.
- خلاصة التأصيل لعلم الجرح والتعديل لحاتم العونى.
- عناية العلماء بالإسناد وعلم الجرح والتعديل لصالح الرفاعى.[2]

---

[2] [2]https://islamqa.info/ar/answers/198283/%D8%A7%D9%85%D8%AB%D9%84%D8%A9-%D9%85%D9%86-%D8%A7%D9%82%D9%88%D8%A7%D9%84-%D8%B9%D9%84%D9%85%D8%A7%D8%A1-%D8%A7%D9%84%D8%AD%D8%AF%D9%8A%D8%AB-%D9%81%D9%8A-%D8%A7%D9%84%D8%AC%D8%B1%D8%AD-%D9%88%D8%A7%D9%84%D8%AA%D8%B9%D8%AF%D9%8A%D9%84

لغوی معنی

لغوی معنی کے اعتبار سے تاریخ کسی چیز کی انتہا اور غایت کو کہتے ہیں۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ" میں کئی اقوال نقل کئے ہیں لکھا ہے کہ:

((التاریخ فی اللغة الإعلام بالوقت، یقال: أرخت الکتاب، وورخته، أي: بینت وقت کتابته. قال الجوهری: التاریخ تعریف الوقت، والتوریخ مثله، یقال: أرخت وورخت))

(الاعلان ص:6)

"یعنی تاریخ لغوی معنی کے اعتبار سے اعلام اور کسی چیز کے وقت بیان کرنے کو کہا جاتا ہے۔"

ابو الفرج قدامۃ بن جعفر الکاتب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ:

((تاریخ کل شیء آخره فیورخون بالوقت الذی فیه حوادث مشهورة))

(الاعلان ص:7)

"تاریخ ہر چیز کے آخر کو کہتے ہیں لوگ مشہور حوادث سے تاریخ مقرر کیا کرتے تھے یعنی جس وقت جو حادثہ ہوا اُس وقت اس کو لکھ لیا گیا۔"

AskIslamPedia
Gateway for Islamic Information
Free Online Islamic Encyclopedia

ایک قول یہ ہے کہ:

((تاریخ کل شیء غایته ووقته الذی ینتهی إلیه زمنه))

(فتح المغیث ص:308ج:3،واعلان ص:7)

"کہ تاریخ ہر چیز کی غایت اور منتہیٰ کو کہتے ہیں۔"

موضوع

اس علم کا موضوع جس سے اس علم میں بحث کی جاتی ہے وہ راویان حدیث کے وہ احوال ہیں جس سے حدیث کے صحت و سُقم پر کچھ اثر پڑتا ہو۔

چنانچہ ڈاکٹر عجاج الخطیب اپنی کتاب اصول حدیث میں لکھتے ہیں:

((فهو یتناول بالبیان احوال الرواة وبذکر تاریخ ولادة الراوی ووفاته وشیوخه وتاریخ سماعه... ومن روی عنه وبلادهم ومواطنهم ورحلات الراوی......))

(اصول الحدیث ص:253)

"کہ یہ علم اسماء رجال یا تاریخ رجال راویان حدیث کے تمام احوال پر مشتمل ہوا کرتا ہے، اس میں راوی کی تاریخ پیدائش ووفات اس کے اساتذہ اور تلامذہ اور راوی کے شہر و وطن اسفار علمیہ اور مقامات سفر ان اسفار میں کس سے ملاقات ہوئی اور کس سے نہیں ہوئی کس استاذ سے اختلاط سے پہلے سُنا اور کس سے اختلاط کے بعد غرضیکہ راوی کے ان تمام احوال سے اس علم میں بحث کی

جاتی ہے کہ جن کا امورِ حدیث سے کوئی معمولی تعلق ہو۔"

تدوین تاریخ

ویسے تو تاریخ کا رواج زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے چنانچہ پہلے لوگ عمروں کا اندازہ یا بعض حوادث کی تاریخ بعض بڑے حوادث کے اعتبار سے مقرر کیا کرتے تھے چنانچہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے الکامل میں لکھا ہے کہ:

((وقد كانت كل طائفة من العرب تورّخ بالحادثات المشهورة فيها ولم يكن لهم تاريخ يجمعهم))

(الکامل ص:11ج:1)

کہ عرب میں سے ہر طبقہ اور قبیلہ الگ الگ مشہور حوادث سے تاریخ مقرر کیا کرتے تھے لیکن تمام عرب کی کوئی اجتماعی تاریخ مقرر نہیں تھی۔"

پھر لکھا ہے کہ:

((وكل واحد ارّخ بحادث مشهور عندهم فلو كان لهم تاريخ يجمعهم لم يختلفوا في التاريخ))

(الکامل ص:12ج:1)

"ہر آدمی اپنے طور پر کسی مشہور حادثے سے تاریخ مقرر کیا کرتا تھا اگر ان کی کوئی اجتماعی تاریخ ہوتی تو اختلاف نہ ہوتا۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تاریخ مقرر کرنے کا رواج حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے بعد سے مقرر ہوا کہ وہ اس سے تاریخ مقرر کرنے لگے پھر جب حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے بیت اللہ کی بناء کی تو بنو اسماعیل بیت اللہ کی بناء سے تاریخ مقرر کرنے لگے اُس کے بعد جو قوم ان میں سے تھامہ کے علاقے سے نکل کر کہیں اور سکونت اختیار کر لیتی تو وہ اپنے نکلنے کے دن سے تاریخ مقرر کرنے لگے اس کے بعد بنو اسماعیل کے بڑے سردار کعب بن لوئی کا جب انتقال ہوا تو اس کی موت سے تاریخ مقرر کرنے لگے یہ سلسلہ واقعہ فیل تک رہا۔

جب ابرہہ اپنے لشکر کے ساتھ کعبہ پر حملہ کرنے آئے اور االلہ تعالےٰ نے اس کے حملے سے بیت اللہ کو محفوظ رکھا جس کو قرآن نے سورۃ فیل میں ذکر کیا ہے تو یہ چونکہ ایک عجیب و غریب واقعہ تھا سو ابابیلوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہاتھیوں کو مارا تھا اس لیے عرب میں اس واقعہ سے تاریخ مقرر کرنے کا رواج شروع ہوا یہ سلسلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور تک چلتا رہا۔

(الکامل لابن اثیر ص:11ج:1)

اسی طرح اہل روم کے ہاں ذو القرنین سے تاریخ مقرر کرنے کا رواج تھا اور عیسائیوں میں حضرت عیسیٰ کی ولادت سے تاریخ مقرر کرنے کا طریقہ مروّج تھا جو اب تک چلتا ہے اور اہلِ فارس میں بادشاہ کی تخت نشینی سے تاریخ مقرر کرنا مروّج تھا جب نئے بادشاہ کی تخت نشینی ہوتی تو پھر پرانی تاریخ ترک کر دی جاتی تھی اور نئے بادشاہ کی تخت نشینی سے نئی تاریخ مقرر کی جاتی۔

(الکامل لابن اثیر ص:10ج:1)

اہل اسلام میں تاریخ مقرر کرنے کی ابتداء کب سے ہوئی اس کے متعلق مختلف اقوال مروی ہیں:

1) پہلا قول یہ ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خود تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا یہ قول ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔(فتح المغیث ص:309ج:3)

2) دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مقرر فرمایا تھا

3) تیسرا قول حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے۔

4) چوتھا قول عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ تاریخ سب سے پہلے یعلی بن امیّہ نے مقرر کی تھی۔

(الکامل ص:11ج:1وفتح المغیث ص:309ج:3)

لیکن سب سے صحیح ترین قول یہ ہے کہ سب سے پہلے خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقرر کی تھی یہ قول مشہور اور صحیح ترین قول ہے۔

(الاعلان ص:6الکامل ص:11ج:1،فتح المغیث ص:309ج:3)

چنانچہ منقول ہے کہ مشہور صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں گورنر تھے تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ ہمارے پاس آپ کے بہت سے خطوط آئے ہیں جس کے متعلق معلوم نہیں ہوتا ہے کہ آپ نے کب لکھا ہے لہذا آپ کوئی تاریخ مقرر کر دیجئے۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے ہجرت نبوی سے

تاریخ مقرر کر دی جو آج تک مسلمانوں میں مروّج ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل درحقیقت اللہ تبارک و تعالیٰ کے ان ارشادات کی تکمیل ہے جو تاریخ کے متعلق قرآن میں موجود ہے اور جس میں چاند و سورج کی پیدائش کی حکمت کے ساتھ تاریخ مقرر کرنے میں جو حکمت پوشیدہ ہے اس کی طرف بھی اشارہ ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ:

﴿وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِتَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا﴾

(سورۃ الاسراء آیت:12)

"ہم نے دن اور رات کو نشانیاں مقرر کر دی ہیں کبھی ہم رات کی نشانی کو مٹا دیتے ہیں اور دن کی نشانی کو روشن کر دیتے ہیں تا کہ تم اللہ کی جانب سے مقرر کردہ رزق تلاش کر لو اور سالوں کا حساب سیکھ لو ہم نے ہر چیز کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ:

﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ [5] إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَّقُونَ [6]﴾

(سورۃ یونس آیت:5-6)

"یعنی ہم نے سورج و چاند کو روشن بنایا اور دونوں کے مختلف منازل بھی مقرر کر

دیے تاکہ تم حساب اور سالوں کی تعداد معلوم کر سکو اور ہم نے ان چیزوں کو اظہارِ حق کے لیے پیدا کیا ہے عقلمندوں کے لیے آیتیں کھول کھول کر بیان کی گئیں بے شک دن اور رات کے اختلاف اور زمین و آسمان کی پیدائش میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو متقی ہوں۔"

سورۃ بقرہ میں ارشاد ہے کہ:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ﴾

(سورۃ بقرہ آیت:189)

"یعنی یہ لوگ آپ سے چاند کے متعلق پوچھتے ہیں آپ فرمادیجئے کہ یہ لوگوں کے لیے اوقات اور حج کے دن معلوم کرنے کا ذریعہ ہیں۔"

ان آیات میں تاریخ کی طرف اشارہ کے ساتھ ساتھ اس کی حکمت بھی ذکر کی گئی ہے کہ تاریخ کو دین کے فرائض یعنی نماز روزہ حج وغیرہ معلوم کرنے کے لیے اور اوقات معلوم کرنے کے لیے استعمال کرو۔ ان گذارشات سے تاریخ کی اہمیت بخوبی واضح ہو گئی ہو گی اب ہم تاریخ کی ایک خاص قسم تاریخ الرجال یا علمِ اسماء رجال کے متعلق کچھ معلومات ذکر کریں گے ان شاء اللہ۔

تاریخ علم الرجال

یہ ان اہم علوم میں سے ہے کہ جو علم حدیث کے نصف حصّے پر مشتمل ہے کیونکہ حدیث کے دو حصّے ہوتے ہیں ایک وہ جس کو سند کہتے ہیں جس کی تعریف حافظ ابن حجر عسقلان

رحمۃ اللہ علیہ نے شرح نخبۃ الفکر میں طریق المتن سے
کی ہے۔

(شرح نخبۃ الفکر ص:9)

اور دوسرا حصّہ وہ ہے جو متن کہلاتا ہے، علم اسماء رجال کا تعلق سند سے ہوتا ہے اور اس کے صحت اور عدم صحت کے اعتبار سے پھر متن سے بھی تعلق ہوتا ہے گویا پورے علم حدیث سے اس کا تعلق ہے اس لیے اس کی اہمیت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے اسی لیے تو بڑے بڑے محدثین نے اس علم میں اپنی عمریں صرف کیں اور امّت کے سامنے راویانِ حدیث کے حالات پر مشتمل وہ کتابیں پیش کیں کہ جس سے کوئی بھی علم حدیث سے تعلق رکھنے والا مستغنی نہیں ہو سکتا ہے۔

اس لیے امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب " الجرح والتعدیل "کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ:

((وجب الفحص عن الناقلة والبحث عن أحوالهم، وإثبات الذين عرفناهم بشرائط العدالة والتثبت فی الرواية مما يقتضيه حكم العدالة فی نقل الحديث وروايته، بأن يكونوا أمناء فی أنفسهم، علماء بدينهم، أهل ورع وتقوى وحفظ للحديث وإتقان به وتثبت فيه، وأن يكونوا أهل تمييز وتحصيل، لا يشوبهم كثير من الغفلات، ولا تغلب عليهم الأوهام فيما قد حفظوه ووعوه))

(مقدمہ الجرح والتعدیل ص:5)

"یعنی روایت کرنے میں واجب ہے کہ اہل تثبیت اور عادل راویوں کو تلاش کیا جائے اور ان کی روایت کو ثابت کیا جائے جو عادل اور امین اور اہل تقویٰ ہو اور ان پر اوہام و غفلت کا غلبہ نہ ہو جو کچھ سنا ہو وہ اچھی طرح یاد ہو۔

ان ہی علماء جرح و تعدیل کے متعلق ڈاکٹر محمد الصباغ نے اپنی کتاب الحدیث النبوی میں لکھا ہے کہ:

((لقد كان موقفهم منحا الموقف الاسلامی السليم فلم يقبلوها كلها لأنهم لو فعلوا ذلك لحرفوا دين الله ففيها المكذوب ولم يتركوها كلها لانهم لو فعلوا ذالك لضيعوا دين الله، ولكنهم شمروا عن ساق الجد، وصرفوا فی سبيل ذلك كل أوقاتهم. فلقد تتبعوا أحوال الرواة التی تساعد علی عملية النقد وتمييز الطيب من الخبيث، ودونوا فی ذلك المدونات، وأحصوا فيها بالنسبة الی كل راو متی ولد ومتی شرع فی الطلب؟ ومتی سمع؟ و كيف سمع؟ ومع من سمع؟ وهل رحل؟ وإلی أين؟ وذكروا شيوخه الذين يحدث عنهم وبلدانهم ووفياتهم وفصلوا القول فی أحوال الشخص الواحد تفصيلا يدل علی التتبع الدقيق لكل حوادث حياته فقد يقبلون رواية شخص فی أول حياته ويردونها فی اخرها لانه اختلط او يقبلون عندما يروی عن أبنا بلده لانه يعرفهم ويردون رواية عندما يروی عن الاخرين لقلة معرفته بهم))

(الحدیث النبوی ص:330)

"یعنی علماء اسلام نے علم اسماء رجال میں جو موقف اختیار کیا ہے وہ بالکل سلیم اور اسلامی موقف ہے کیونکہ ان حضرات نے نہ تو تمام راویوں کی روایتوں کو قبول کیا، اس لیے کہ اس سے دین میں تحریف کا راستہ کھل جاتا اور نہ سب کی روایتوں کو ترک کیا کہ اس سے دین کا بہت سا حصّہ ضائع ہو جاتا بلکہ ان حضرات نے اس راہ میں تکالیف اور مشقتیں برداشت کر کے اپنے تمام اوقات صرف کئے اور راویانِ حدیث کے احوال کا تتبع کیا جو ان کے لیے صحیح اور غیر صحیح کی تمیز و نقد میں معاون ثابت ہوئی اس سلسلے میں ان حضرات نے کتابیں لکھیں اور ہر راوی کے حالات کا از اوّل تا آخر پورا احصاء کیا کہ کب پیدا ہوا تھا؟ کب اس نے طلب حدیث کی ابتداء کی، کب سنا؟ کیسے سُنا؟ کس کے ساتھ سُنا؟ کب سفر کیا؟ اور کہاں کا سفر اختیار کیا؟ اسی طرح اُن کے اساتذہ کا ذکر، ان کے علاقوں کا ذکر اور تاریخ وفات کا ذکر کیا اور بعض راویوں کے حالات میں تو ان کی زندگی کے جزئی حالات بھی خوب تحقیق و تدقیق سے تلاش کئے اور ان کی زندگی کے تمام حوادث ذکر کر دیئے ہیں۔ کبھی ایک آدمی کے اول وقت کی روایتیں قبول کرتے ہیں لیکن اختلاط کی وجہ سے آخر وقت کی روایتیں قبول نہیں کرتے کبھی ایک آدمی کی وہ روایت جو وہ اپنے شہر والوں سے نقل کرتا ہے قبول کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے شہر کے رہنے والوں سے واقف ہوتا ہے لیکن جب وہ اپنے شہر والوں کے علاوہ کسی اور سے روایت نقل کرتا ہے تو محدثین قبول نہیں کرتے ہیں غرضیکہ راوی کی ایک ایک بات اور وصف کی خوب خوب تحقیق کی گئی ہے۔

الدرس الثالث :

تدوین علم اسماء رجال

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہما کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس علم کی ابتداء بھی صحابہ کے وقت سے ہوئی چنانچہ ڈاکٹر موفق بن عبد اللہ بن عبد القادر نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے کتاب "الضعفاء والمتروکون" کے مقدمہ میں لکھاہے کہ:

((وبدأ التحری فی اخذ السنة فی وقت مبکر منذ عهد ابی بکر و عمر رضی الله عنهما ثم استمرّ التفتیش عن احوال الرجال وازداد فتکلم عدد من التابعین فی الجرح والتعدیل))

(مقدمہ کتاب الضعفاء والمتروکون، ص:10)

"یعنی سنت اور احادیث کے قبول کرنے میں تحرّی اور تفتیش کی ابتداء حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور سے ہوئی تھی پھر تابعین کے دور میں اس میں ترقی ہوئی۔"

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تذکرۃ الحفاظ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں لکھاہے کہ:

((وکان اول من احتاط فی قبول الاخبار))

(تذکرۃ الحفاظ ص:2ج:1)

اس کے ثبوت میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے وادی کی میراث کا وہ واقعہ پیش کیاہے جو "موطّا امام مالک" اور "الکفایہ" میں منقول ہے۔

(الکفایۃ ص:26،وتذکرۃ الحفاظ ص:2ج:1)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تذکرے میں بھی امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

((وھو الذی سن للمحدثین التثبت فی النقل وربما کان یتوقف فی خبر الواحد اذا ارتاب))

(تذکرۃ الحفاظ ص:6 ج:1)

"یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی وہ ہستی ہے کہ جنہوں نے محدثین کے لیے نقل روایت میں تثبت کا راستہ اختیار کیا اور آنے والے محدثین کو اس کی اطلاع دی کبھی کبھی شک کی وجہ سے ایک کی روایت قبول کرنے میں توقف کیا کرتے تھے۔"

قرآن میں تحقیق کرنے کا حکم

چنانچہ ارشاد ہے کہ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾

(سورۃ الحجرات آیت:6)

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تم اس کی تحقیق کر لیا کرو تاکہ بے خبری میں کسی قوم پر حملہ کر کے نقصان پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پشیمان رہو گے۔

خلاصہ: علم رجال کی بنیاد اسی آیت سے پڑتی ہے

حدیث کی روشنی میں تحقیق کی تعلیمات:

نبی اکرم ﷺ سے خود بعض لوگوں کے متعلق کلام منقول ہے، چنانچہ، بخاری مسلم ابوداؤد وسنن ترمذی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے یہ حدیث منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا جب آپ ﷺ نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ:

((بئس اخو العشیرۃ))

(کتاب الضعفاء والمجروحین ص:17–18ج:1)

"کہ یہ قبیلہ کا برا فرد ہے۔"

اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

((وفی ھذا الخبر دلیل علی أن إخبار الرجل بما فی الرجل علی جنس الإبانة لیس بغیبة، إذالنبی-صلی اللہ علیہ وسلم-قال: «بئس أخو العشیرة. أو ابن العشیرة ولو کان ھذا غیبة لم یطلقها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.الخ))

(کتاب الضعفاء والمجروحین ص:18ج:1)

"کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ کسی آدمی کے اندر جو عیب ہو اس کے متعلق کسی مصلحت سے اس کا اظہار کرنا جائز ہوگا یہ غیبت میں داخل نہیں اس لیے کہ اگر یہ غیبت کی قبیل سے ہوتا تو آپ ہر گز یہ نہ فرماتے۔"

اس سے یہ معلوم ہوا کہ راویوں کے حالات کی تحقیق کرنا اور اگر ان کے اندر عیوب

ہوں تو ایسے عیوب کا اظہار کر دینا کہ جن کا حدیث کی صحت پر اثر پڑتا ہو جائز بلکہ ضروری ہے بعد میں تو علماء امت کا اس پر اجماع و اتفاق ہوا۔

طبقات علماء اسماء رجال

اس موضوع پر سب سے پہلے ابن عدی نے الکامل میں لکھا اور صحابہ تابعین اور تبع تابعین کے بعد اپنے زمانے تک ان علماء کا نام لکھا ہے کہ جن سے راویان حدیث کے جرح و تعدیل کے متعلق اقوال منقول ہیں یا جنہوں نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں۔

(اکامل لابن عدی از ص:61ج:1 تا ص:168ج:1)

ان کے بعد پھر امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام:"من یعتمد قوله فی الجرح والتعدیل" ہے جو شیخ عبد الفتاح ابو غدہ کی تحقیق کے ساتھ مطبوعہ ہے

(ملاحظہ اربع رسائل فی اصول الحدیث از ص:158 تا ص:213)

اس رسالہ میں انہوں نے بائیس 22 طبقات قائم کیے ہیں اور سات سو پندرہ 715 علماء کا ذکر کیا ہے۔

اس کے بعد علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "المتکلمون فی الرجال" کے عنوان سے ان کو " اعلان بالتوبیخ "اور" فتح المغیث "میں 26 طبقات میں ذکر کیا ہے لیکن کچھ تلخیص بھی کی اپنے زمانے تک انہوں نے دو سو دس 210 اشخاص کے نام ذکر کئے۔

(ملاحظہ ہو ارفع رسائل از ص:75 تا ص:139، و اعلان بالتوبیخ

ص:163 تا ص:167)

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

الدرس الرابع :

علم اسماء الرجال کی اہم کتب

اس فن کے متعلق متقدمین اور متاخرین نے بہت کتابیں لکھی ہیں جن میں سے بعض کتابیں وہ ہیں کہ جن میں سب رجال کا ذکر ہے ثقہ اور ضعیف الگ الگ نہیں بلکہ ہر آدمی کے ترجمہ میں اس کا مرتبہ ذکر کیا گیا ہے اور بعض کتابیں ایسی ہیں کہ جس میں فقط ثقہ راویوں کے حالات مذکور ہیں۔ اور بعض کتابیں وہ ہیں کہ جن میں فقط ضعیف لوگوں کا تذکرہ ہے۔ پھر یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ اس علم کے متعلق لکھنے والوں نے مختلف انداز سے کتابیں لکھی ہیں بعض حضرات نے طبقات کے اعتبار سے کتابیں لکھی ہیں ور بعض حضرات نے سنین کے اعتبار سے رجال کو ذکر کیا ہے اور بعض نے حروف معجم کے اعتبار سے رواۃ پر کلام کیا ہے۔

(اصول الحدیث للعجاج الخطیب ص:255)

اور بعض حضرات نے مختلف بلاد کے رجال پر کلام کیا ہے۔

(نفس المصدر ص:256)

ان اقسام پر بھی اکتفاء نہیں کیا گیا ہے بلکہ اور بھی کئی اعتبارات سے کتابیں لکھی گئی ہیں، بعض مثلاً فقط اسماء کے اعتبار سے۔ کنیتوں کے اعتبار سے، القاب کے اعتبار سے، انساب کے اعتبار سے۔ مؤتلف و مختلف من الاسماء القاب، اخوت والاخوات۔ معمرین من الصحابة والتابعين اسماء مشتبه اور ان کے علاوہ اور کئی حیثیتوں سے راویوں کے حالات پر اتنا کچھ لکھا گیا ہے کہ جن کو شمار کرنا اور ذکر کرنا بھی

ممکن نہیں۔

(نفس المصدر ص:257)

اب اس فن کی بعض اہم کتب اور ان کا مختصر تعارف پیش کیا جائے گا۔

تعارف کتبِ اسماء رجال

اس بارے میں سب سے بہتر ترتیب ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے اپنے کتاب بحوث فی تاریخ السنۃ المشرقۃ میں قائم کی ہے۔

(بحوث فی تاریخ السنۃ المشرقۃ از ص:74 تا ص:170، واصابہ لابن حجرج:1ص:2،وص:3ج:1)

اس سلسلے کی ابتداء تاریخ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعینٍ سے ہو گی حفظہ اللہ سب سے پہلے صحابہ و تابعین کے بارے میں لکھنے والے۔

- ابو عبید معمر بن مثنیٰ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 208ھ۔
- زہیر بن عبد اللہ العبسی رحمۃ اللہ علیہ۔
- محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 230 ھ(انہوں نے اپنی کتاب طبقات میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا ہے۔بحوث ص:64)
- علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 233ھ۔
- خلیفہ بن خیاط رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 240ھ۔
- محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ الامام المتوفی 256 ،اصابہ ص:2ج:1،الاعلان بالتوبیخ ص:92،وبحوث ص:65)

- یعقوب بن سفیان الفسوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 277ھ

وغیر ہم نے کتابیں لکھیں اور اس کے بعد پھر اس موضوع پر ہر زمانے میں مسلسل کتابیں لکھی گئیں جس کا اندازہ مندرجہ ذیل فہرست سے ہو سکتا ہے جس کو ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری حفظہ اللہ کی کتاب سے نقل کیا گیا ہے۔

- احمد بن عبد اللہ البرقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 270ھ:

(ان کی کتاب سے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اصابہ میں نقل کیا ہے ملاحظہ ہو:(ص :457ج:3،وص:454ج:3،وتہذیب التہذیب ص:159ج:5،وص:125ج:6)۔

- ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "تاریخ دمشق" میں ان سے نقل کیا ہے ملاحظہ ہو:(ص:163ج:1،وص:167ج:1،وص:304ج:1،وص:330ج: 1،وص:460ج:1)

- ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 279ھ:

(ان کی کتاب کا نام "تسمیۃ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسالم" ہے۔ اس کتاب کے گیارہ 11ورق مکتبہ لالہ لی 2089/ 1،اور ایک نسخہ جو سترہ 17ورقات پر مشتمل ہے مکتبہ شہید علی میں 2840/ 1 موجود ہے۔ تاریخ تراث عربی فواد سسر کین ص:405ج:1بحوالہ بحوث فی تاریخ السنۃ ص:65)

- ابو بکر بن ابی خثیمہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی 279ھ:
- عبد اللہ بن محمد المروزی رحمۃ اللہ علیہ (ان کی کتاب سو جز 100 تھی۔بحوث فی تاریخ السنۃ ص:65حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اصابہ میں ص:69ج:1وص:

125ج:1پر اس کتاب سے اقتباسات دیئے ہیں)

- عبدان رحمۃ اللہ علیہ متوفی 293ھ۔
- مطیّن محمد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی 298ھ۔
- ابو منصور محمد بن سعد البارودی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 310ھ۔

(یہ ابیورد کی طرف منسوب ہے جو خراسان کا ایک گاؤں تھا حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اصابہ اور تہذیب التہذیب میں مختلف مقامات پر ان کی کتاب سے اخذ کیا ہے۔ ملاحظہ ہو اصابہ (ص:38ج:2ص:65ج:2وص:74ج:2تہذیب التہذیب ص:271ج: 12)

- عبد اللہ بن محمد البغوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 317ھ:
- محمد بن الربیع الجیزی:

(ان کی کتاب فقط ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہے جو مصر میں داخل ہوئے تھے ان کی تعداد انہوں نے ایک سو چالیس سے کچھ اوپر ذکر کی ہے، ان کی احادیث بھی ذکر کی ہیں ملاحظہ اعلام الموقعین ابن قیم ص: 21 ج: 1 حافظ ابن حجرؒ نے اصابہ میں ان کے اقتباسات ذکر کئے ہیں ملاحظہ ہو اصابہ ص:217ج:1وص:323ج1وص:410ج:1 وص:508ج:1)

- ابو القاسم عبد الصمد بن سعید الحمصی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 324ھ:

(ان کی کتاب فقط ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہے جو مصر میں داخل ہوئے تھے ان کی تعداد انہوں نے ایک سو چالیس سے کچھ اوپر ذکر کی ہے، ان کی احادیث بھی ذکر کی ہیں ملاحظہ اعلام الموقعین ابن قیم ص:21ج:1 حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اصابہ میں ان کے

اقتباسات ذکر کئے ہیں ملاحظہ ہو اصابہ ص:217ج:1و ص:358ج:1)

- ابو بکر عبد اللہ بن سلیمان بن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہما متوفی 316ھ۔
- ابو محمد بن جارود رحمۃ اللہ علیہ متوفی 320ھ۔
- ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ العقیلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 322ھ:

(ان کی کتاب سے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اصابہ میں نقل کیا ہے تاریخ التراث العربی ص:445ج:1و بحوث ص:66)

- محمد بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ متوفی 325ھ۔
- ابو الحسن بن قانع الاموی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 351ھ۔
- ابو القاسم الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 360ھ۔
- ابو علی سعید بن عثمان بن سعید ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ:

(ان کی کتاب کا نام معجم الصحابۃ ہے۔ملاحظہ ہو فتح الباری ص:37ج:1و ص:38ج:1)

- ابو حاتم بن حبان البستی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 354ھ:

(ان کی کتاب کا نام اسماء الصحابۃ ہے یہ کتاب مدینہ منورہ کے مکتبۃ عارف حکمت میں مجموعہ نمبر 239 کے ضمن میں مخطوط موجود ہے جو تقریبا بہتر 72 اوراق پر مشتمل ہے۔ تاریخ التراث ص:475ج:1 لیکن ممکن ہے کہ اس سے مراد ان کی کتاب الثقات کی جلد اول ہو کیونکہ وہ بھی صحابہ کے تذکرہ پر مشتمل ہے)

- ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ 365ھ:

(یہ کتاب مدینہ منورہ کے مکتبہ عارف حکمت میں مخطوط موجود ہے نمبر 270۔ تاریخ التراث ص:493ج:1)

◄ ابو الفتح الازدی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 367ھ:

(ان کی کتاب کا نام "من لم یرو عنه منهم سوی واحد" ہے یعنی ان صحابہ کا ذکر جن

سے ایک ہی راوی نے روایتیں نقل کی ہیں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اصابہ میں اس کا نام کتاب الوحدان ذکر کیا ہے۔ اور بعض لوگوں نے اس کا نام المخزون ذکر کیا اس نام سے ان کی ایک اور کتاب موجود ہے جس کا پورا نام المخزون فی علم الحدیث ہے۔ اصابہ میں اس کے اقتباسات ہیں ص:397 ج:1 و ص 461 ج:1 یہ کتاب بھی مخطوط ہے اور مکتبۃ احمد الثالث استنبول میں نمبر 20 / 6124، 206 ب۔ 219 پر موجود ہے۔ بحوث فی تاریخ السنۃ ص:66 و ص:67 ج)

◄ ابو سلیمان محمد بن عبد اللہ بن احمد بن زبر رحمۃ اللہ علیہ متوفی 370ھ:

(حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب رفع الاصر عن قضاۃ مصر میں ص: 271 پر اس کا تذکرہ کیا ہے بحوث ص:67)

◄ ابو الحسن محمد بن صالح الطبری رحمۃ اللہ علیہ:

(سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے الاعلان بالتوبیخ ص: 93 پر ذکر کیا ہے کہ یہ کتاب قبائل کے ذکر پر مرتب کی گئی ہے۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اصابہ میں ص:119 ج:1 پر اور بعض دوسرے مقامات پر اس کے اقتباسات دیئے ہیں۔ بحوث ص:67)

◄ ابو احمد الحسن بن عبد اللہ العسکری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 382ھ۔

◄ ابو حفص عمر بن احمد بن شاہین رحمۃ اللہ علیہ متوفی 385ھ:

(ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اصابہ میں اس کے اقتباسات دیئے ہیں ملاحظہ ہو ص:7 ج:1 ص:8 ج:1 ص:25 ج:1 ص:26 ج:1 ص:31 ج:ص:41 ج:1 ص:53۔ بحوث ص:67)

- ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی 395ھ۔
- ابو نعیم الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 430ھ۔
- یحییٰ بن یونس الشیرازی رحمۃ اللہ علیہ:

(ان کی کتاب کا نام المصابیح فی الصحابۃ ہے ملاحظہ ہو اصابہ ص:208 ج:3 و بحوث ص:67
)

- جعفر بن محمد المستعقری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 432ھ۔
- ابن عبد البر القرطبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 463ھ۔
- خطیب بغدادی ابو بکر احمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 463ھ۔
- ابو علی الحسین بن محمد العنسانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 498ھ۔
- ابو اسحاق بن الامین رحمۃ اللہ علیہ۔
- حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ۔
- حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔

ان مذکورہ بالا اور ان جیسے بہت حضرات نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں۔ ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس فن کی شاہکار تصانیف تو ہم تک نہ پہنچ سکیں البتہ سب سے پہلے جو کتب ہمارے ہاتھ لگی ہیں ان میں " محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ " المتوفی 230ھ کی " الطبقات الکبیر " اور خلیفہ بن خیاط رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 240 ھ کی تصنیف کردہ "

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

الطبقات " نامی کتاب شامل ہیں۔ ان دونوں کتابوں کا ایک ایک تہائی حصّہ احوال صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے مخصوص ہے (ان دونوں کے متعلق تفصیل کے لیے " بحوث فی تاریخ السنۃ "ص:78 تا ص:8 ملاحظہ ہو)

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے سبقتِ قبولِ اسلام کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ترتیب قائم کی ہے اور ساتھ ہی ترتیب نسبی کو بھی ملحوظ رکھا ہے جب کہ خلیفہ بن خیاط رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ترتیبِ نسبی کا خیال رکھتے ہوئے "طبقات "کو مرتب کیا ہے (تفصیل کے لیے " تاریخ فی بحوث السنۃ " 171 اور ما بعد والے صفحات ملاحظہ ہوں)۔ البتہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الطبقات الکبریٰ " خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے اس اعتبار سے بھی ممتاز ہے کہ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے تراجم و اقوال کے بیان میں بسط و تفصیل سے کام لیا ہے جب کہ ان کے مقابلے میں خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں نہایت ایجاز و اختصار نظر آتا ہے۔

امام ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 234ھ نے بھی اس فن میں ایک کتاب "تسمیة اولاد العشرة وغیرهم من الصحابة " کے نام سے لکھی ہے (مکتبہ ظاہریہ دمشق میں اس کے دو نسخے موجود ہیں۔ ان دونوں میں قدرے اختلاف بھی ہے۔ لیکن ان میں جو نسخہ " ابی نعیم الاصبهانی عن ابی القاسم الطبرانی عن محمد بن هشام الدمیاط المسمی عن علی بن المدینی " کی سند سے ہے وہ بہ نسبت دوسرے کے اصح اور اوضح ہے جبکہ یہ 19 اوراق پر مشتمل ہے۔

حنبل بن اسحاق علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ سے دوسرے نسخے کے ناقل ہیں اس میں پہلے نسخے کے مقابلے میں کچھ اضافہ ہے۔ اس کے اوراق کی تعداد 15 ہے۔ (الظاھریہ،

مجموع "23")

اس کی ترتیب کچھ اس طرح ہے:

- اولاً حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہے۔
- پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہے، اور پھر ان کے پوتوں کا تذکرہ ہے۔
- اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد اور ان کے پوتوں کا تذکرہ ہے۔
- پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد اور پوتوں کا ذکر ہے۔
- اسی طرح عشرہ مبشرہ میں سے باقی اصحاب رضی اللہ عنہم اور چند دیگر صحابہ کی اولاد کا تذکرہ ہے۔
- سب سے آخر میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کی اولاد کا تذکرہ ہے۔
- چونکہ اس کتاب میں عشرہ مبشرہ و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی اولاد اور پوتوں کا تذکرہ ہے اس لیے یہ کہنا کہ "اس کتاب میں فقط صحابہ رضی اللہ عنہم کا تذکرہ ہے" دُرست نہیں ہے۔

اور امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں "جمع متفرقات" اور "شجرۂ نسب" طرز کی ترتیب قائم کی ہے۔ چنانچہ کہیں تو امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے "فی تسمیة من سمع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کا باب قائم کیا ہے اور بجائے قبائل اور معجم کی ترتیب کے بدونِ

ترتیب نام ذکر کرنے پر اختصار کیا ہے ، اور کہیں باب کا عنوان "فی تسمیۃ الاخوۃ الذین روی عنھم الحدیث" تجویز کیا ہے،وغیرہ۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب سے امام ابو داؤد سجستانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے "تسمیۃ الاخوۃ من اھل الانصار" میں استفادہ کیا ہے۔
(تسمیۃ الاخوۃ من اھل الانصار ص:1،بحوالہ بحوث فی تاریخ السنۃ ص:69)

اسی طرح ان کتابوں میں سے امام یعقوب بن سفیان الفسوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "المعرفۃ والتعریف" کا وہ حصّہ بھی پایا جاتا ہے جس کا تعلق معرفۃ صحابہ رضی اللہ عنھم کے ساتھ ہے۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

الدرس الخامس:

کتب الطبقات

رجال حدیث کے متعلق بعض لکھنے والوں نے طبقات کے طرز پر کتابیں لکھی ہیں: یہ طرز صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم میں امتیاز اور فرق کے سلسلے میں بہت مفید ہے۔ جس کی بنا پر ہمارے لیے حدیث مرسل، منقطع اور مسند کا پہچاننا بھی آسان ہو گا، اور اسی طرح اسمائے متفقہ اور متشابہ میں فرق کرنا بھی ممکن ہو گا۔

اس طرز پر لکھنے والے بعض مصنفین نے فقط صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے طبقات پر اکتفا کیا ہے اور بعض نے فقط کسی خاص شہر کے رجال حدیث کے طبقات ذکر کئے ہیں، جبکہ بعض اصحابِ طبقات نے تمام رجالِ حدیث کو طبقات کے طور پر ذکر کیا ہے، چاہے وہ صحابہ ہوں یا تابعین یا ان کے بعد کے رجالِ حدیث:

اسی طرح ان حضرات نے کسی مخصوص علاقے کے رجال کے ذکر پر بھی اکتفا نہیں کیا، اس فن میں سب سے پہلے لکھی جانے والی کتابیں محمد بن عمر الواقدی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 207 ھ کی ہیں۔ واقدی نے یہ کتاب " کتاب الطبقات" کے نام سے لکھی تھی (الفہرست لابن ندیم ص:185)

اس کتاب سے ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقات الکبری "میں متعدد مقامات پر استفادہ کیا ہے (ابن ندیم نے "الفہرست "ص:185 پر لکھا ہے کہ "محمد بن سعد من اصحاب الواقدی ؒ روی عنہ والّف کتبہ من تصنیفات الواقدی")

ہیثم بن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر دو کتابیں لکھیں ایک کا نام "طبقات من روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسالم " اور دوسری کا نام " طبقات الفقهاء والمحدثین" ہے۔

(الفہرست لابن ندیم ص:152 بحوث فی تاریخ السنۃ ص:72)

اس کے بعد تیسری، چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں اس موضوع پر متعدد کتابیں لکھی گئیں جس کا اندازہ مندرجہ ذیل فہرست سے ہو سکتا ہے:

1) محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 230ھ۔ ان کی کتاب کا نام "الطبقات الکبری " ہے۔

2) علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 223ھ ان کی کتاب کا نام " کتاب الطبقات " ہے جو دو اجزاء پر مشتمل ہے (فہرست لابن خیر ص: 225 / الخطیب البغدادی رحمۃ اللہ علیہ یوسف العش ص:109)۔

3) سلیمان بن داوٗد الشاذ کوفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 234 ھ ۔ ان کی کتاب کا نام " التاریخ فی طبقات اهل العلم ومن نسب منه الی مذهب" ہے (فہرست لابن خیر ص:232 / تذکرۃ الحفاظ ص:488 ج:2 بحوالہ بحوث فی تاریخ السنۃ ص:76)

4) ابراہیم بن المنذر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 236 ھ ان کی کتاب کا نام " کتاب الطبقات" ہے (الاصابہ ص:525 ج:3 بحوالہ بحوث فی تاریخ السنۃ ص: 76)

5) خلیفہ بن خیاط رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 240 ھ ان کی کتاب کا نام بھی کتاب " الطبقات"ہے۔

6) ابو القاسم محمود بن ابراہیم ابن سمیع الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 259 ھ ان کی کتاب کا نام بھی " کتاب الطبقات " ہے (تذکرۃ الحفاظ ص:654 / تاریخ الاسلام للذہبی ص:102 ج:3، ص:195 ج:3، ص:202 ج:3، ص:52 ج:4 / الاصابہ لابن حجر ص:144 ج:1، ص:152 ج:1 ص: 342 ج:1، ص:350 ج:1، / تاریخ دمشق لابن عساکر ص:32 ج:1 بحوالہ بحوث فی تاریخ السنۃ)

7) مسلم بن الحجاج رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 261 ھ ان کی کتاب کا نام بھی "کتاب الطبقات"ہے(تہذیب التہذیب ص:139 ج:6)

8) ابو بکر البرقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 270 ھ ان کی کتاب کا نام بھی " کتاب الطبقات" ہے (تہذیب التہذیب ص:32 ج:2، ص:33 ج:3، ص: 472 ج:7)

9) ابوحاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 277ھ ان کی کتاب کانام "کتاب الطبقات "ہے۔

10) ابو ذرعہ النصری الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 282ھ ان کی کتاب کانام " کتاب الطبقات"ہے۔

11) ابو بکر احمد بن ہارون البرذعی البرویجی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 301ھ ان کی کتاب کانام

" الطبقات فی الاسماء المفردۃ من اسماء العلماء واصحاب الحدیث"

ہے۔

12) محمد بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 310ھ ان کی کتاب کا نام "ذیل المذیل من تاریخ الصحابۃ والتابعین" ہے۔

13) ابو القاسم مسلمہ بن القاسم الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 353ھ ان کی کتاب کا نام " طبقات المحدثین" ہے۔

14) ابو الشیخ الانصاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 396 ھ ان کی کتاب کا نام " طبقات المحدثین باصبہان" ہے۔

15) ابو عمرو محمد بن العباس الخزاز ابن حیویہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 382ھ ان کی کتاب کا نام " الطبقات" ہے (یہ تمام تفصیل "بحوث فی تاریخ السنۃ" سے ماخوذ ہے)

16) ابو الفضل صالح بن احمد التمیمی الھمدانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 384ھ ان کی کتاب کا نام "طبقات الھمذانیین" ہے (تاریخ بغداد للخطیب ص:214ج:1)

17) ابو الفضل علی بن حسین الفلکی رحمۃ اللہ علیہ ان کی کتاب کا نام "طبقات الرجال " جو بقول سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ایک ہزار اجزاء پر مشتمل ہے (الاعلان بالتوبیخ ص: 715 بحوالہ بحوث ص:77)

18) ابو القاسم عبد الرحمن بن مندۃ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 470 ھ ان کی کتاب کا نام "

طبقات المحدثین" ہے(بحوث فی تاریخ السنۃ ص:77)

ان مذکورہ بالا کتابوں میں سے اکثر کتابیں ضائع ہو چکی ہیں، ان کتابوں میں قدیم ترین کتاب جو اس وقت موجود ہیں وہ اس کی فہرست درجِ ذیل ہے:

1) محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الطبقات الکبری" ہے جو آٹھ مجلدات پر مشتمل ہے۔ اس کی پہلی اور دوسری جلد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ہے اور باقی چھ اجزاء طبقات الرجال پر مشتمل ہیں، تیسری جلد میں ان صحابہ رضی اللہ عنہم کا تذکرہ ہے جو جنگِ بدر میں شہید تو نہیں ہوئے لیکن فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ پانچویں جلد تابعین اور اتباع التابعین کے تراجم پر حاوی ہے، اس جلد میں عام طور پر ان حضرات کا تذکرہ ہے جن کا تعلق مندرجہ ذیل مقامات سے ہے۔ مکۃ المکرمہ، مدینۃ المنورۃ، طائف، یمن، یمامہ اور بحرین۔ چھٹی جلد ان حضرات کے تراجم پر مشتمل ہے جن کا تعلق کوفہ سے تھا، ساتویں جلد اہل بصرہ، واسط مدائن، بغداد، خراسان، ردّ، ہمدان، قم، انبار شام، الجزیرہ وغیرہم کے تراجم پر مشتمل ہے، آٹھویں جلد میں صحابیات کے حالات مذکور ہیں۔(ماخوذ من بحوث تاریخ السنۃ از ص"77 تا ص:80)

2) دوسری قدیم ترین کتاب جو اس وقت موجود ہے وہ خلیفہ بن خیاط رحمۃ اللہ علیہ کی "الطبقات" ہے، ابن خلیفہ کا طرز یہ ہے کہ انہوں نے عام طور پر راویوں کے نسب بیان کرنے پر زور دیا ہے حتی کہ ماقبل اسلام کے زمانے تک کے انساب کو حوالۂ قلم کیا ہے، البتہ متاخرین کے انساب بیان کرنے میں طوالت

سے کام نہیں لیا بلکہ صرف مختلف بلاد کی طرف نسبتوں پر اکتفا کیا ہے۔(بحوث فی تاریخ السنۃ ص:80)

3) تیسری کتاب جو اس وقت موجود ہے وہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی " الطبقات "(اس

کتاب کا ایک نسخہ مکتبہ احمد الثالث ص: 624 پر موجود ہے، بحوالہ بحوث فی تاریخ السنۃ ص: 81) ہے اس میں مصنف نے فقط صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے طبقات ذکر کئے ہیں بجائے حالات و سوانح عمریاں تحریر کرنیکے فقط اسماء یا کنیت پر اکتفا کیا ہے اور طبقات کی ترتیب میں مختلف بلاد کو خاص طور پر ملحوظ رکھا ہے، چنانچہ پہلے اہل مدینہ، پھر مکہ، کوفہ، بصرہ، شام، یمن اور دیگر بلاد کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کیا ہے۔

4) چوتھی کتاب ابو بکر احمد بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ کی " طبقات الاسماء المفردة من الصحابة والتابعين و اصحاب الحديث " ہے (اس کتاب کا ایک نسخہ ترکی "کوبریلی" میں موجود ہے نمبر 1152، دوسرا نسخہ دار الکتب الظاہریہ دمشق میں موجود ہے، بحوالۃ بحوث فی تاریخ السنۃ ص: 81)، یہ کتاب پانچ طبقات پر مشتمل ہے، اس کتاب میں مصنف نے نام، کنیت اور شہروں کی طرف نسبت کے ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ بعض رجال کے شیوخ اور تلامذہ کے تذکرے کا بھی خاص خیال رکھا ہے۔

5) پانچویں کتاب، محمد بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ کی " ذیل المذیل من تاریخ

الصحابة والتابعین" ہے، یہ کتاب 122 صفحات پر مشتمل ہے اور ان کی دوسری کتاب "تاریخ الامم والملوك" ساتھ طبع ہو چکی ہے۔

6) چھٹی کتاب ابو عروبہ حسین بن محمد الحرانی رحمۃ اللہ علیہ کی "المنتقی من کتاب الطبقات" ہے جس کا فقط جزء ثانی بعض مکتبوں میں پایا جاتا ہے۔ (اس کا ایک نسخہ دار الکتب الظاہریہ دمشق میں موجود ہے، بحوالہ بحوث فی تاریخ السنۃ ص:83)

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

الدرس السادس :

کتب جرح وتعدیل

علم جرح وتعدیل میں راویان حدیث کے مراتب کا بیان ہوتا ہے۔ اسی طرح ان کے ضعیف اور ثقہ ہونے کے بارے میں بھی بحث کی جاتی ہے۔ یہ فن اور اس کے قواعد محدثین کے ہاں بہت دقیق سمجھے جاتے ہیں۔

رجالِ حدیث پر کلام کرنے والوں میں مندرجہ ذیل حضرات زیادہ مشہور ہوئے۔

شعبہ بن الحجاج رحمۃ اللہ علیہ، معمر بن راشد رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 153ھ، ہشام الدستوائی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 154ھ، عبد الرحمن بن عمر الاوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، سفیان الثوری رحمۃ اللہ علیہ، مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 179ھ، عبد العزیز بن اطاحشون رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 164ھ، حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ، لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ، عبد اللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ، ہشیم بن بشیر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 183ھ، ابو اسحاق الفزاری رحمۃ اللہ علیہ، المعافی بن عمران الموصلی رحمۃ اللہ علیہ 184ھ، بشر بن المفضل رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 187ھ، سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ، اسماعیل بن عُلیتہ رحمۃ اللہ علیہ، جریر بن وہب رحمۃ اللہ علیہ، وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ، یحیٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ، عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ، ابو داؤد الطیالسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 203ھ، محمد بن یوسف الفریابی رحمۃ اللہ علیہ 212ھ، ابو عاصم النبیل رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 211ھ، عبد اللہ بن الزبیر الحمیدی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 219ھ قعنبی رحمۃ اللہ علیہ، ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ، قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ، یحیٰ بن یحیٰ النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 226ھ ابو الولید الطیالسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 227ھ

(مقدمہ کتاب "الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم" بحوالہ بحوث فی تاریخ السنۃ ص:86)

ان مذکورہ حضرات میں سے بعض تو محدثین کی حیثیت سے مشہور ہوئے اور

بعض ان میں محدث ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہ اور مجتہد بھی تھے جیسے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ، ساتھ ہی یہ حضرات نقدر جال یا اسماء رجال کے عظیم فن پر گہری نظر رکھتے تھے۔ البتہ بعض حضرات ایسے تھے جو محدث ہونے کے ساتھ ساتھ علم تاریخ رجال کو اپنا مزاج بنا چکے تھے، جیسے شعبۃ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ، یحیٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ اور عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ۔

تیسری صدی ہجری کے وسط میں علم اسماء رجال پر خصوصی توجہ دی گئی اور اہل فن نے انتہائی عرق ریزی سے اس کو اجاگر کیا، اور اسی دور کے محققین اس فن کے امام کہلانے کے بجا طور پر مستحق ہیں، اسی دور میں علم جرح وتعدیل کے فن میں تصانیف کی ابتداء ہوئی۔

(بحوث فی تاریخ السنۃ ص:86)

ان کتابوں میں بعض کتابیں ایسی ہیں کہ جن میں فقط ضعیف راویوں کا ذکر ہے، اور بعض فقط ثقہ اور معتمد رواۃ کے تذکروں سے مزیّن ہیں اور بعض میں دونوں قسموں کے راویوں کے احوال کو نہایت خوش اسلوبی سے سمو دیا گیا ہے۔ ان کتابوں میں خود اپنے فیصلوں کے ساتھ ساتھ متقدمین آئمہ کے ان اقوال کو بھی نقل کیا گیا جو پہلے سے احادیث کی طرح زبانی نقل ہوتے چلے آرہے تھے۔ جیسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، یحیٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ، شعبہ رحمۃ اللہ علیہ، یحیٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور ابو ذرعہ رحمۃ اللہ علیہ، اس سلسلے میں ان حضرات سے جو الفاظ منقول ہیں وہ اپنے مفاہیم کے اعتبار سے بہت دقیق ہیں۔

محدثین کی اصطلاحات

جرح و تعدیل کے الفاظ میں ان آئمہ و مصنفین کی اپنی خاص اصطلاحات ہیں اور ان اصطلاحات کے بعض خاص مدلولات ہیں جنہیں ملحوظ رکھنا ناگزیر ہے۔ مثلاً یحییٰ بن معین کسی راوی کے متعلق "لیس بشیء" کے لفظ کو اس معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں کہ اس کی روایات کی تعداد بہت کم ہے۔ اور کبھی اسی جملے کو اظہار ضعفِ راوی کے لیے استعمال کرتے ہیں، جب کہ عام طور پر دیگر آئمہ اس جملے کو صرف ضعف اور جرح راوی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

(الرفعة والتكميل لعبد الحی ؒ اللکنوی ص: 80 تا 100 کذا فی بحوث تاریخ السنة ص: 87)

اسی طرح یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ "لا بأس به" کے جملے کو بمقابلہ ثقہ ذکر کرتے ہیں جب کہ دوسرے آئمہ کے نزدیک اس کا اطلاق ثقہ سے کم درجے والے راوی پر ہوتا ہے۔

اسی طرح بعض الفاظ کا تعلق امثالِ قدیمہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ مثلاً جیسے ابو حاتم بعض راویانِ حدیث کے متعلق لکھتے ہیں ((ھو علی یدی عدل))، ((ای ھالك)) جب کہ علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس لفظ کو توثیق راوی کے لیے استعمال کیا ہے، لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ الفاظِ جرح میں سے ہے۔

(الرفعۃ والتکمیل لعبد الحیٔ اللکنوی ص: 79، بحوث فی تاریخ السنۃ ص: 87)

جرح و تعدیل کے الفاظ عموماً مدلول و مفہوم کے اعتبار سے واضح ہوتے ہیں۔ (ایسی (مذکورہ) دقیق مثالیں درجۂ شاذ میں ہیں)۔ جیسے "ثقہ"، "حجۃ"، "ثبت

"، "ضعیف "، "کذاب "، "مطرح "!

علم جرح و تعدیل کے قواعد ابتداءً مدوّن نہیں تھے اور نہ ہی متقدمین نے کتب اصول حدیث میں ان کو کوئی امتیازی حیثیت دی:

مثلاً: الرامہرمزی رحمۃ اللہ علیہ " کی کتاب " المحدث الفاصل " اس فن کی تصنیف اوّل ہے لیکن یہ جرح و تعدیل کے قواعد کے مطابق نہیں ہے۔

اس فن کے قواعد کے متعلق سب سے پہلے ابو عبد اللہ الحاکم نے اپنی کتاب " معرفة علوم الحديث " اور " المدخل الى معرفة الصحيح " میں بحث کی ہے اور باضابطہ قواعد بیان کیے ہیں، پھر اس کے بعد اصولِ حدیث کی اکثر کتب میں قواعد تفصیلاً بیان کئے گئے ہیں، مقصد ان قواعد کا یہ ہے کہ جرح و تعدیل کرنے والے حضرت ان قواعد کی روشنی میں جرح و تعدیل کرتے وقت افراط و تفریط کا شکار نہ ہوں! اسی لیے عام کتب میں توثیق کی شروط مذکور ہیں کہ وہ آدمی ثقہ ہوگا جو عادل اور ضابطہ ہو! جیسے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "التقریب" میں لکھا ہے:

((يشترط فيه أي فيمن تقبل روايته أن يكون عدلا ضابطا بأن يكون مسلما بالغا عاقلا سليما من أسباب الفسق وخوارم المروءة متيقظا حافظا - إن حدث من حفظه ضابطا لكتابه إن حدث منه عالما بما يحيل المعنى، إن روى به))

(تدریب الراوی ص:197)

اسی طرح محدثین نے اس کی بھی صراحت کر دی ہے کہ جرح مبہم کب مقبول ہوتی ہے

اور کب جرح مفسّر کی ضرورت پیش آتی ہے! اسی طرح روایاتِ اھل بدع کے متعلق قواعد بیان کئے گئے ہیں اور اس کی تصریح کر دی ہے کہ اگر کسی راوی کے متعلق جرح و تعدیل کے اقوال میں تعارض ہو تو فیصلہ کی کیا صورت ہو گی۔

خلاصہ یہ کہ اب ہر قسم کی صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے ہمارے پاس مفصل قواعد موجود ہیں۔

آئمہ جرح و تعدیل کے احوال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس معاملہ میں انہوں نے صرف اللہ کی رضا اور حفاظتِ سنت کے جذبہ سے سرشار ہو کر یہ عظیم الشان کام مکمل طور پر غیر جانبداری سے سرانجام دیا۔ یہاں تک کہ بعض محدثین نے اسی جذبہ کے پیشِ نظر اپنے قریبی رشتہ داروں پر بھی جرح کی ہے اور اسی سلسلے میں مالی فوائد کو بھی ٹھکرایا ہے۔

(بحوث فی تاریخ السنۃ ص:89)

الدرس السابع

انواع کتب جرح وتعدیل

ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری حفظہ اللہ نے اپنی کتاب "بحوث فی تاریخ السنة" میں کتبِ جرح و تعدیل کو تین اقسام میں منقسم کیا ہے

1) وہ کتابیں جن میں فقط ثقہ اور عادل راویوں کا تذکرہ ہے۔

2) وہ کتابیں جن میں صرف ضعیف اور ساقط راویوں کے احوال مذکور ہیں۔

3) وہ کتابیں جن میں دونوں قسم کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔

کتب الضعفاء

ضعفاء کے متعلق مندرجہ ذیل حضرت نے کتابیں لکھی ہیں!

1) یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 223 ھ۔ ان کی کتاب کے کچھ اجزاء مکتبہ احمد الثالث میں موجود ہیں!(تاریخ التراث العربي لفواد سزکین ص:212)

2) علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 234ھ

3) محمد بن عبد اللہ البرقی رحمۃ اللہ علیہ الزھری المتوفی 249ھ۔

4) ابو حفص الفلاس رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 249ھ (فہرست لابن خیر، ص:212)۔

5) محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 256 ھ اس موضوع پر ان کی دو کتابیں ہیں "الضعفاء الکبیر"، اور "الضعفاء الصغیر": یہ دونوں زیور طبع سے آراستہ ہیں۔

6) ابراہیم بن یعقوب السعدی الجوزجانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 259ھ۔

7) امام ابوزرعہ الرازی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 264ھ۔

8) امام ابو حاتم محمد بن ادریس الرازی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 277ھ۔ ان کی کتاب کا نام "کتاب الضعفاء" جس سے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المغنی فی الضعفاء" میں اقتباسات نقل کئے ہیں، (المغنی فی الضعفاء للذہبی ص:4 ج:1)۔

9) ابو عثمان سعید بن عمرو البرذعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 272ھ ان کی کتاب کا نام "الضعفاء الكذابون والمتروكون من اصحاب الحديث" ہے۔

10) امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 303ھ ان کی کتاب کا نام "الضعفاء والمتروكين" ہے جو طبع ہو چکی ہے۔

11) ابو محمد عبد اللہ بن علی الجارود رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 307ھ ان کی کتاب کا نام "الضعفاء" ہے جس سے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تعجيل المنفعة"، "لسان الميزان" اور "تهذيب التهذيب" میں اقتباسات نقل کئے ہیں ("تعجیل المنفعۃ" ص:247 / "لسان المیزان" ص:34 ج:1، ص:83، 81، 85، ج:4 / "تہذیب التہذیب" ص:222 ج:3)۔

12) ابو یحییٰ زکریا الساجی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 307ھ، ان کی کتاب سے بھی حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "تهذيب التهذيب" میں اقتباسات نقل کئے ہیں ("تهذيب التہذیب" ص:36، 38، 49 ج:2)

13) ابو خذیمہ محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ (المغنی فی الضعفاء للذہبی، ص:4 ج:1)

14) محمد بن احمد بن حماد الدولابی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 320ھ۔

15) ابو جعفر محمد بن عمرو العقیلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 322ھ ان کی کتاب "الضعفاء" کے نام سے طبع ہو چکی ہے۔

16) عبد الملک بن محمد بن محمد الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 323ھ۔

17) ابو عرب محمد بن احمد بن قیم القیروانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 323ھ ان کی کتاب سے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اقتباسات نقل کئے ہیں (تہذیب التہذیب ص:152 ج2، ص:59ج:3)

18) ابو علی سعید بن عثمان بن سکن رحمۃ اللہ علیہ (فہرست لابن خیر ص: 211) المتوفی 353ھ۔

19) محمد بن احمد بن حبان البستی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 354ھ ان کی کتاب کا نام "معرفتہ المجروحین من المحدثین" ہے جو طبع ہو چکی ہے

20) عبد اللہ بن علی الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 354ھ ان کی کتاب کا نام "الکامل فی ضعفاء الرجال" ہے یہ کتاب بھی طبع ہو چکی ہے۔

21) ابو الفتح محمد بن الحسین الازدی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 267ھ ان کی کتاب سے بعض چیدہ چیدہ مقامات کو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بطور اقتباس لیا ہے۔

22) امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 385 ھ ان کی کتاب کا نام " الضعفاء والمتروکین " ہے جو کتبِ مطبوعہ کی فہرست میں شامل ہے۔۔ حافظ

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المغنی میں ان کی کتاب سے بہت سا اقتباس نقل کیا ہے(المغنی ص:16،24ج:1)

23) عمر ابن احمد بن شاہین ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 385ھ ان کی کتاب کا نام "الضعفاء" ہے! جس سے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان المیزان" میں کئ مقامات پر اقتباس کیا ہے!(لسان المیزان ص:34ج:1، ص:72،58،81 ج:4)۔

24) عمر ابن احمد بن عثمان بن شاہین البغدادی رحمۃ اللہ علیہ المتقی 385ھ ان کی کتاب کا نام بھی "الضعفاء" ہے! اس سے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المغنی" میں اقتباس کیا ہے!(المغنی ص:46،55ج:1)۔

25) ابو احمد الحاکم الکبیر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 378ھ ان کی کتاب سے ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اقتباس کیا ہے(المغنی للذہبی، ص::70ج:1، التہذیب، تاریخ ابن عساکر ص:436ج:2)۔

26) ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 405ھ ان کی کتاب کا نام "المدخل

الصحیح" ہے اس میں بہت ضعیف راویوں کا تذکرہ ہے، اس نام سے ان کی دو تصانیف ہیں "المدخل الی الصحیح" اور "المدخل الی معرفۃ الاکلیل، دونوں کتابیں طبع ہو چکی ہیں۔

27) ابو نعیم الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 430ھ ان کی کتاب کا نام "الضعفاء" ہے جو

مکتبہ فرومین میں محفوظ ہے!

28) الخطیب البغدادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 463ھ ان کی کتاب کا نام " الضعفاء " ہے! حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے المغنی میں اس کا تذکرہ کیا ہے!(المغنی للذہبی،ص:5ج:1)۔

29) ابو الفضل بن طاہر المقدسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 507ھ ان کی کتاب کا نام "الذیل علی الکامل"یا" تکملۃ الکامل " ہے یہ"کامل " ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے !!اسی طرح ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی اس موضوع پر "الضعفاء والمتروکین" کے نام سے ایک کتاب ہے! حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی "میزان الاعتدال"اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی "لسان المیزان" بھی اسی موضوع پر ہیں۔

ان مذکورہ کتابوں میں سے اکثر ضائع ہو چکی ہیں اور بعض مخطوطات کی صورت میں نادر ہونے کی وجہ سے بعض مکتبوں کی وجہ شہرت بنی ہوئی ہیں اور چند زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں! ان کے متعلق تسلی بخش تبصرہ و تفصیل کے لیے ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری حفظہ اللہ کی "بحوث فی تاریخ السنۃ " کے نام سے مطبوعہ کتاب ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

(بحوث فی تاریخ السنۃ از ص:94 تا ص:100)

کتب الثقات

اس موضوع پر بھی محدثین کی ایک بہت بڑی تعداد نے کتابیں لکھی ہیں! جس کا اجمالی خاکہ یہ ہے:

1) علی بن عبد اللہ المدینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 234 ھ ، ان کی کتاب " الثقات والمتثبتون " ہے یہ دس اجزاء پر مشتمل ہے! حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "معرفة علوم الحدیث " میں اور ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے " شرح علل الترمذی " میں اس کا تذکرہ کیا ہے (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص: 71 / شرح علل ترمذی ص:216ج:1)

2) ابو الحسن احمد بن عبد اللہ بن صالح العجلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 261ھ ان کی کتاب طبع ہو چکی ہے۔

3) ابو العرب محمد بن احمد التمیمی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 233ھ۔

4) محمد بن احمد بن حبان البستی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 354 ھ ، اس موضوع پر ان کی دو کتابیں ہیں ایک " کتاب الثقات " کے نام سے ہے جو کئی اجزاء پر مشتمل ہے۔ دوسری کا نام "مشاهير علماء الامصار " ہے یہ ذرا مختصر ہے، یہ دونوں کتابیں طبع ہو چکی ہیں۔

5) ابو حنص عمر بن بشران السکری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 367ھ، تذکرۃ الحفاظ میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اور لسان المیزان میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی کتاب سے اقتباس کیا ہے!(تذکرۃ الحفاظ ص:966ج:3 / لسان المیزان ص

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

:275ج:3)۔

6) عمر ابن احمد بن شاہین الواعظ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 385ھ۔

7) ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 405 ھ : انہوں نے" المدخل الی الصحیح" کے ضمن مین بعض ثقہ راویوں کا ذکر کیا ہے۔

متاخرین میں سے اس موضوع پر لکھنے والوں میں الشمس محمد رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 744ھ، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور زین الدین قاسم بن قتل الراء رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 879ھ شامل ہیں۔

(مذکورہ کتب کے بارے میں تفصیل "بحوث فی تاریخ السنۃ" میں دیکھی جاسکتی ہے)(بحوث فی تاریخ السنۃ۔ از ص:100 تا104)

کتب الثقات والضعفاء

اس عنوان کے تحت ان کتب کا تذکرہ ہو گا جو فقط تاریخ رجال پر لکھی گئی ہیں، بالفاظ دیگر ایسی کتب کو بیان کیا جائے گا جس میں ثقہ اور ضعیف دونوں قسم کے رواۃ کے احوال کو حوالۂ قلم کیا گیا ہے۔

1) لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 179ھ، اسماء الرجال کے فن پر "التاریخ" کے نام سے انہوں نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اس کا تذکرہ متاخرین کی بعض کتب میں ملتا ہے۔

2) عبد اللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 181 ھ نے بھی"التاریخ " کے نام سے

ایک کتاب لکھی ہے ،داؤدی رحمۃ اللہ علیہ نے " طبقات المفسرین" میں اور ابن ندیم رحمۃ اللہ علیہ نے "الفہرست "میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔(الفہرست لابن ندیم ص:319 / طبقات المفسرین للداؤدی ص:244ج:1)

3) ضمرہ بن ربیعۃ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 218ھ ان کی کتاب کا نام بھی " التاریخ " ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "الاصابۃ "میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔(الاصابۃ ص: 349ج:2)

4) فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 218ھ ان کی کتاب کا نام بھی "التاریخ " ہے! حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے الاصابہ میں اس سے اقتباس کیا ہے۔(الاصابۃ ص: 334ج:2)

5) محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 230ھ ،انہوں نے "الطبقات الکبریٰ"کے نام سے ایک شاہکار کتاب تصنیف کی ہے،اس کا تذکرہ پہلے کتب طبقات میں ہو چکا ہے۔

6) یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 233ھ اس فن میں ان کی تصانیف ہیں جن میں سے ایک کا نام "معرفۃ الرجال " اور دوسری کا نام "التاریخ والعلل " ہے۔

7) علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 234ھ " التاریخ" کے نام سے انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے جو دس اجزاء پر مشتمل ہے "الاعلان بالتوبیخ "میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔(الاعلان بالتوبیخ 588)

8) ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 235ھ۔

9) احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 241ھ ان کی کتاب کا نام "العلل والرجال"

ہے

! داؤدی رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقات المفسرین "میں اس کا ذکر کیا ہے۔ (طبقات

المفسرین ص:247ج:1)

10) ابو جعفر محمد بن عبد اللہ بن عمّار الموصلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 342ھ ان کی کتاب کا نام

"کتاب فی علل الحدیث ومعرفۃ الشیوخ" ہے، خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے

ت "اریخ بغداد "اور ذہبی

رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرۃ الحفاظ "میں اس کا ذکر کیا ہے۔(تاریخ بغداد ص:417ج:5)

11) ابو حفص عمرو بن علی الفلاس رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 249 ھ ان کی کتاب کا نام "

التاریخ" ہے جو تین اجزاء پر مشتمل ہے اور تیسرا اجزء علل الحدیث کے متعلق

ہے۔(تاریخ بغداد ص:232ج:2 / تاریخ الاسلام للذہبی ص:15ج:1 /

الاعلان بالتوبیخ ص:523 / فھرست لابن خیر ص:212)

12) محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 254ھ اس موضوع پر ان کی تین کتابیں

ہیں "التاریخ الکبیر"، "التاریخ الصغیر"، "التاریخ الاوسط" پہلی

دو طبع ہو چکی ہیں جب کہ تیسری ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئی۔

13) مفضل بن غسان الغلابی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 256 ھ ان کی تصنیف کردہ کتاب "

التاریخ " کا تذکرہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ، ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور

سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔(تاریخ بغداد ص:50ج:7 / تاریخ الاسلام للذہبی ص:15ج:1 / الاعلان بالتوبیخ ص:524 / الانساب للسمعانی ص:32ج:2 جزء50)

14) ابراہیم بن یعقوب السعدی الجوزجانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 259ھ ان کی کتاب کا نام "الجرح والتعدیل" ہے۔

15) احمد بن عبد اللہ بن صالح العجلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 261ھ ان کی کتاب کا نام بھی "الجرح والتعدیل" ہے۔

16) مسلم بن الحجاج النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 261ھ ان کی کتاب کا نام "رواۃ الاعتبار" ہے۔

17) حنبل بن اسحاق بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 273ھ ان کی کتاب کا نام "التاریخ" ہے "تذکرۃ الحفاظ" میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے "تاریخ حسن"۔(تذکرۃ الحفاظ ص:600)

18) محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 273ھ ان کی کتاب کا نام بھی "التاریخ" ہے، داؤدی رحمۃ اللہ علیہ، ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔(طبقات المفسرین ص:273ج:2 / تذکرۃ الحفاظ ص:636ج:2 / شروط الائمۃ الستۃ ص:17)

19) ابن ابی خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 279ھ "التاریخ الکبیر" کے نام سے انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے، سخاوی نے "ھو کثیر الفوائد" کے الفاظ اس کے بارے میں کہے ہیں۔(الاعلان ص:588)

20) ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 279ھ ان کی تصنیف کردہ "التاریخ" کے نام سے کتاب کا تذکرہ ابن ندیم نے الفہرست میں اور مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "شروط الائمۃ الستۃ" میں کیا ہے (الفہرست ص: 325 / شروط الائمۃ الستہ، ص:17)

21) ابوزرعہ عبدالرحمن بن عمرو النصری الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 282ھ ان کی کتاب کا نام " کتاب التاریخ " ہے ! اس کا تذکرہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کیا ہے۔(تاریخ بغداد ص:51، 52ج:3)

22) ابو العباس احمد بن علی الآبار رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 290ھ ان کی تحریر کردہ "کتاب التاریخ" کا تذکرہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور کتانی نے کیا ہے۔(تذکرۃ الحفاظ 639 / الرسالۃ المتطرفۃ ص:111)

23) محمد بن عبد اللہ بن سلیمان الحضرمی مطیّن رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 297ھ ان کی تاریخ کا تذکرہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الحفاظ میں کیا ہے۔(تذکرۃ الحفاظ 662)

24) ابو جعفر محمد بن عثمان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 297ھ۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور داؤدی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تاریخ کا تذکرہ کیا ہے۔(البدایۃ والنہایۃ ص:111 ج: 11 / الاصابہ ص:577ج:1 / طبقات المفسرین ص:192ج:1)

25) امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 303ھ ان کی کتاب کا نام "التمیز "ہے، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔(تہذیب التھذیب ص: 356ج1 / الاعلان 589)

26) ابو العباس محمد بن اسحاق السراج الثقفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 313ھ ان کی کتاب " التاریخ "کا خطیب رحمۃ اللہ علیہ، سمعانی رحمۃ اللہ علیہ اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرہ کیا ہے۔(تاریخ بغداد ص:150 /

الانساب ص:141ج:3 / تذکرۃ الحفاظ ص:731)

27) عبد اللہ بن احمد بن محمود البلخی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 317ھ ان کی کتاب کا نام "قبول الاخبار و معرفۃ الرجال" ہے۔

28) حسین بن ادریس بن خرم الانصاری الاہروی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 315 ھ ان کی کتاب کا نام "التاریخ" ہے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی "تاریخ الکبیر" کے برابر ہے۔(الاعلان 588)

29) عبد اللہ بن علی الجارود رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 307 ھ ان کی کتاب کا نام " الجرح والتعدیل " ہے۔

30) عبد الرحمن بن ابی حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 327ھ ان کی کتاب بھی "الجرح والتعدیل" کے نام سے طبع ہوئی ہے۔

31) ابو العرب محمد بن احمد بن تیم القراوینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 323ھ ان کی کتاب کا نام " کتاب الثقات المحدثین وضعفاءھم " ہے۔ (طبقات العلماء

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

افریقہ من تونس ص:105)

32) ابو احمد محمد بن احمد بن ابراہیم العسال رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 349ھ ان کی تصنیف کردہ" التاریخ " کا تذکرہ داؤدی رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقات المفسرین" میں کیا ہے ۔(طبقات المفسرین ص:53ج:2)

33) عبد الرحمن بن یوسف بن خراش البغدادی رحمۃ اللہ علیہ ان کی کتاب کا نام "الجرح والتعدیل " ہے، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "ہدی الساری مقدمہ فتح الباری " میں اس کے بارے میں یوں اظہارِ خیال فرمایا ہے " ھو مشھور بالرفض والبدعة فلا یلتفت الیه"۔(ہدی الساری ص:154ج:2)

34) محمد بن حبان البستی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 354 ھ ان کی کتاب " اوھام اصحاب التاریخ" کے نام سے ہے، یہ دس اجزاء پر مشتمل ہے۔(الاعلان بالتوبیخ 558)

35) مسلمۃ بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 353ھ ان کی کتاب کا نام "الصلة " ہے یہ کتاب بقول حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی "التاریخ الکبیر "کا ذیل ہے ،لیکن خود مصنف کے مقدمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کی اپنی کتاب " الزاھر "کا ذیل ہے۔(الاعلان 558)

36) امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 385 ھ ،انہوں نے بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی " التاریخ الکبیر "پر

ذیل لکھا ہے۔(الاعلان ص:588 / بحوث فی تاریخ السنۃ ص:108)

37) ابو حفص عمر بن احمد بن شاہین الواعظ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 350ھ ان کی کتاب کا نام "التاریخ" ہے جو بقول امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ایک سو پچاس اجزاء پر مشتمل ہے۔(تذکرۃ الحفاظ 988)

38) ابو یعلی الخلیل بن عبد اللہ الخلیلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 442ھ ان کی کتاب کا نام "الارشاد" ہے۔

39) ابو بکر بن المحلب رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی "التاریخ الکبیر" پر تکملہ لکھا ہے۔(الاعلان 588)

40) ابو سلیمان بن خلف الباجی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 474ھ ان کی کتاب کا نام "الجرح والتعدیل" ہے۔

ان مذکورہ کتب میں سے اکثر کتابیں ضائع ہو چکی ہیں، البتہ بعض اہم اور مشہور کتابیں جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی " تاریخ الکبیر " اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی " الجرح والتعدیل" وغیرہ محفوظ ہیں، اِن پر تفصیلی تبصرہ کے لئے ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری حفظہ اللہ کی کتاب "بحوث فی تاریخ السنۃ" ملاحظہ ہو! واضح رہے کہ ابو الحجاج مزی رحمۃ اللہ علیہ کی "تھذیب الکمال" ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی "تھذیب التھذیب" اور خزرجی رحمۃ اللہ علیہ کی "خلاصہ" نامی کتاب بھی اسی قبیل سے تعلق رکھتی ہے، یعنی ان میں بھی کتب مذکورہ کی طرح ہر قسم کے رجال حدیث کا ذکر ہے۔

تاریخ رجال کتب الستہ

متقدمین نے رجال حدیث پر جتنی کتابیں لکھی ہیں وہ بصورت عمومی احاطۂ تحریر لائی گئی ہیں، یعنی ان میں فقط کسی ایک کتاب کے رجال کا یا ایک محدث کے تلامذہ کا ذکر نہیں ہے بلکہ راویانِ حدیث کا بلا تخصیص تذکرہ ہے، فقط ایک محدث کے تلامذہ پر کتابیں لکھنے کی ابتداء امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی! انہوں نے عروۃ بن الزبیر رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ پر "رجال عروۃ" کے نام سے کتاب لکھی، جس کی ترتیب کچھ اس طرح ہے:

1) یحیٰی بن زکریا القرطبی رحمۃ اللہ علیہ : التوفی 255 ھ نے " التعریف برجال المؤطا" کے نام سے ایک کتاب لکھی۔

2) محمد بن وضاح رحمۃ اللہ علیہ التوفی 287ھ انہوں نے "رجال عبداللہ بن وھب " کے نام سے ایک

کتاب لکھی! (فہرست لابن خیر ص: 223) صحاح ستہ میں صحیح بخاری چونکہ اہم کتاب ہے اور بالاجماع امّت " اصح الکتب بعد کتاب اللہ " ہے، محدثین کی ایک بڑی تعداد نے اس کے رجال کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی ہیں، جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

3) رجال بخاری پر سب سے پہلے عبد اللہ ابن عدی الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ التوفی 360ھ نے "اسماء من رواہ عنھم البخاری" کے نام سے کتاب لکھی۔

4) امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ التوفی 385 ھ نے " ذکر اسماء التابعین ومن بعدھم ممن صحت روایتہ من الثقات عند البخاری " کے نام

سے کتاب لکھی، فواد سزکین نے "تاریخ التراث العربی" میں اس کا ذکر کیاہے۔(تاریخ التراث العربی ص:342ج:1)

5) ابو نصر احمد بن محمد بن الحسین الکلاباذی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 398ھ نے "الهداية والارشاد فی معرفة اهل الثقة و السداد" کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی۔

6) ابو الولید سلیمان بن خلف الباجی الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی نے بھی رجال بخاری پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام کتاب "التعديل والتجريح لمن روى عنه البخاری فی الصحیح" ہے۔(تاریخ التراث العربی ص:342ج: 1)

7) محمد بن یحیٰ الحذاء التیمی رحمۃ اللہ علیہ المتقی 416ھ نے "التعريف برجال الموطاء" ہے زرکلی رحمۃ اللہ علیہ نے المستدرک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔(المستدرک للزرکلی ص:235ج:2)

8) ابو بکر احمد بن علی بن منجویہ الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 428ھ: انہوں نے صحیح مسلم کے رجال پر ایک کتاب لکھی ہے۔(تاریخ التراث ص:562ج:1 ـــــــ/ تاریخ الثقات ص:29)

9) ابو علی الحسین بن محمد بن احمد الجیّانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 498ھ انہوں نے شیوخ ابو داؤد پر "تسمية شيوخ ابی داؤد" اور رجال نسائی پر "رجال سنن النسائی" نامی کتابیں لکھی ہیں۔(تاریخ التراث العربی ص:388ج:1 /

تذکرۃ الحفاظ ص:1233 / شجرۃ النور الزکیۃ ص:123 ج:1)۔

10) ابو الحسن علی بن عمر الدار قطنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 385ھ۔اس موضوع پر ان کی تین کتابیں ہیں:

1. "رجال البخاری و مسلم"۔
2. "ذکر قوم من اخرج لھم البخاری و مسلم فی صحیحھما وضعفھم النسائی فی کتاب الضعفاء"۔
3. "اسماء الصحابۃ التی اتفق فیھا البخاری و مسلم وما انفرد بہ کل منھما۔"

(تاریخ التراث ص:204 ج:1، ص:365 ج:1)

11) الحمیدی رحمۃ اللہ علیہ ان کی کتاب کا نام "الجمع بین رجال الصحیحین" ہے۔

12) ابو عبد اللہ الحاکم النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 404ھ۔ان کی کتاب کا نام "رجال البخاری و مسلم" ہے۔

13) ہبۃ اللہ بن الحسن الالکائی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 418ھ ان کی کتاب کا نام "رجال البخاری و مسلم" ہے۔

14) ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 507ھ ان کی کتاب کا نام "الجمع بین رجال الصحیحین" ہے۔(تاریخ الثقات ص:29)

15) ابو بکر احمد بن محمد بن احمد بن غالب المتوفی 425ھ ان کی کتاب کا نام "تسمیۃ شیوخ البخاری و مسلم وابی داؤد والترمذی والنسائی فی

مصنفاتهم عن الصحابة والتابعين الی شیوخهم "ہے۔

16) الامام المقدسی الجاعیلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 600 ھ ، ان کی کتاب" الکمال فی معرفة الرجال" کے نام سے ہے جس میں صحاح ستۃ اور ان کے مصنفین کی دوسری مشہور کتابوں کے رجال کو ذکر کیا گیا ہے۔

- مجموعی طور پر اس میں تقریبا 25 کتابوں کے رجال کا ذکر ہے، یہ کتاب عام طور اس فن کی بعد والی کتب کے لئے بمنزل اصل ہے۔
- چنانچہ حافظ ابو الحجاج المزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی تہذیب کرکے اس کا نام " تهذيب الكمال "رکھا ہے۔
- حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا اختصار "**الكاشف عن رجال الكتب الستة**" کے نام سے کیا ہے، اور تہذیب التہذیب کا عنوان قائم کرکے اس میں بعض رجال کے احوال کا اضافہ کیا ہے۔
- حافظ مغلطائی المتوفی 763ھ نے اکمال تہذیب الکمال کے نام سے اس پر ذیل لکھا ہے۔
- احمد بن عبد اللہ الساعری الخزرجی نے تہذیب الکمال کا اختصار خلاصۃ التہذیب کے نام سے کیا ہے۔
- ابو العباس احمد بن سعد العسکری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 750 ھ ، ابو بکر بن ابو المجد الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 804 ھ ، حافظ الاندرشی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ابن شہبہ الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 851ھ وغیرہم نے بھی اس کتاب کے خلاصے لکھے ہیں

- حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 852ھ کی کتاب "تھذیب التھذیب" بھی "تھذیب الکمال" پر لکھی گئی ہے جو بارہ جلدوں میں منظر عام پر آچکی ہے۔(بحوث فی تاریخ السنۃ ص:126)

کتب معرفۃ الاسماء

رجال حدیث میں سے بعض لوگوں کے القاب اور اُن کی کُنیتیں ان کی پہچان ہوتی ہیں اس لئے عام طور پر سند حدیث میں ان کا ذکر لقب یا کنیت کے ساتھ کیا جاتا ہے سند میں نام کی صراحت نہیں ہوتی البتہ ایک آدھ بار ان کا نام صراحۃً بھی ذکر کر دیا جاتا ہے، اس بناء پر بعض لوگ اس نام صریح اور دوسرے مقام پر کنیت کو دیکھ غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں اور ایک ہی آدمی کو دو آدمی (مختلف) سمجھ بیٹھتے ہیں، اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے محدثین نے اسماء الرجال کے اس فن پر بھی مستقل کتابیں لکھی ہیں جنہیں اصطلاح میں " کتب الاسماء والکنی "کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

چونکہ راویانِ حدیث کی تعداد بہت زیادہ ہے اور بعض اوقات اُن کے اسماء کنیات اور القاب وغیرہ میں تشابہہ واقع ہو جاتا ہے! اس مشکل کو حل کرنے کے لئے بھی محدثین نے کتابیں تصنیف فرمائیں جو، "المتفق والمتفرق" کے نام سے مشہور ہیں۔

اس فن کا مقصد یہ ہے کہ وہ راوی جو مندرجہ ذیل امور میں متفق ہونے کی وجہ سے ایک نظر آتے ہیں لیکن حقیقتاً دو اشخاص ہوتے ہیں ان کے مابین امتیاز کیا جائے۔

وہ امور یہ ہیں۔ 1-نام و سلسلہ نسب 2-کنیت 3-لقب 4-قبیلہ 5-شہر 6-صناعت: مثلاً خلیل بن احمد رحمۃ اللہ علیہ، اس نام میں چھ راوی مشترک ہیں، اسی طرح احمد بن جعفر بن حمدان رحمۃ اللہ علیہ اس نام میں چار راوی مشترک ہیں۔(مقدمہ ابن صلاح ص: 149)

اسی طرح محدثین نے اس کے قریب علوم حدیث میں ایک اور فن ایجاد کیا ہے جس کا نام "**المؤتلف والمختلف**" ہے، اس فن کا فائدہ یہ ہے کہ بعض دفعہ راویوں کے اسماء رسم الخط کے اعتبار سے ایک جیسے دکھائی دیتے ہیں لیکن باعتبار تلفظ ان میں فرق ہوتا ہے، ان فروق کی پہچان کے لیے یہ مفید ہے! مثلاً سلّام، سلام، یا ابو عمرو السیبانی، عمرو الشیبانی یا ابو حمزہ اور ابو جمرۃ: یہ اسما بظاہر رسم الخط کے اعتبار سے ایک جیسے نظر آتے ہیں خصوصاً جب کہ اس قسم کے راوی ہم عصر ہوں اور ایک استاد کے شاگرد ہوں۔(المحدث الفاصل ص: 275/ بحوث فی تاریخ السنۃ ص: 131) مثلاً ابو حمزہ اور ابو جمزہ یہ دونوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں، اسی طرح ابو صالح کے نام کے بیس 20 آدمی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔(المحدث الفاصل ص: 287)

کتبِ اسماء، القاب و کنیٰ

اسماء القاب اور کُنیٰ کی مشہور کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

1) کتاب الکنیٰ: اس نام سے علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 234ھ نے سب سے پہلے

کتاب لکھی۔

2) الاسماء والکنیٰ: یہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 241ھ کی کتاب ہے۔

3) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 256ھ نے بھی "الکنیٰ" کے نام سے کتاب لکھی ہے جو ان راویوں کے احوال پر مشتمل ہے جو کنیت کے ساتھ مشہور ہو چکے ہیں اور ان کے نام معلوم نہیں، لیکن یہ کتاب در حقیقت مستقل کتاب نہیں بلکہ ان کی شہرہ آفاق تصنیف "تاریخ الکبیر" کا جزء ہے۔

4) امام مسلم بن الحجاج النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 261 ھ انہوں نے " کتاب الکنیٰ والاسماء " کے نام سے کتاب لکھی ہے! (تاریخ التراث 369 ج: 1)، یہ کتاب ایسے لوگوں کی کنّیتوں پر مشتمل ہے جن کے اسماء بھی معروف ہیں! حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "تہذیب التہذیب" میں ابو احمد الحاکم کبیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے مقتبس ہے، اگرچہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصریح نہیں کی۔

5) ابو عبد اللہ محمد بن احمد المقدسی رحمۃ اللہ علیہ 301 ھ ، ان کی کتاب کا نام " اسماء المحدثین و کناھم " ہے۔ (تاریخ التراث ص:419ج:1---)

6) امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 303ھ۔ ان کی کتاب کا نام " الکنیٰ " ہے۔

7) ابو عروبۃ الحسن بن محمد بن مودود الحرانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 318ھ ان کی کتاب کا نام "الاسامی الکنی" ہے اس کا ذکر سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التحبیر" میں کیا ہے۔ (تاریخ التراث ص:133)

8) ابن الجارود رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 320ھ۔ان کی کتاب کا نام "الاسماء والکنی" ہے جو سولہ 16 اجزاء پر مشتمل ہے۔(فہرست ابن خیر ص:213)

9) ابو البشر الدولابی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 320ھ ان کی کتاب کا نام "الکنی والاسماء" ہے جو کہ حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب ہے اس میں تبیین اسماء کے ساتھ ساتھ جرح وتعدیل کا بھی بیان ہوتا ہے اور بعض راویوں کے آثار بھی منقول ہیں، یہ کتاب دو جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔

10) ابن ابی حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 327ھ، ان کی کتاب کا نام "الجرح والتعدیل" ہے۔

11) محمد بن حبان البستی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 254ھ اس موضوع پر ان کی دو کتابیں ہیں:

1. "اسامی من یعرف بالکنی"۔
2. "کنی من یعرف بالاسماء"۔

(بحوث فی تاریخ السنۃ ص:133)

12) ابو الحسن محمد بن عبد اللہ زکریا بن حیوۃ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 366ھ ان کی کتاب کا نام "من وافقت کنیتہ کنیۃ زوجہ من الصحابۃ" ہے: یہ ایک مختصر کتاب ہے اس میں مصنف نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ترتیب وار پہلے صحابی کی کنیت، ان کا نام، ان کی ایک روایت، ان کی بیوی کی کنیت، ان کا نام اور پھر ان کی روایت ذکر کرتے ہیں۔(بحوث فی تاریخ السنۃ ص:134)

13) ابو الفتح محمد بن الحسین الازدی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 367ھ، ان کی کتاب کا نام "

تسمیة من وافق اسمه اسم ابیه من الصحابة والتابعین ومن بعدهم من المحدثین "۔(تاریخ الادب العربی بروکلمان ص:226ج: 3)

14) ابو احمد الحاکم الکبیر النیساپوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 378ھ، ان کی کتاب کا نام " الکنی " ہے جو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کی ترتیب پر ہے، اور بقول حاجی خلیفہ اس کتاب کی ترتیب بہت عمدہ ہے، اس کتاب کے بعض اجزاء مخطوط شکل میں بعض مکتبوں میں موجود ہیں۔(کشف الظنون ص:87ج:1 / بحوث فی تاریخ السنۃ ص:135)۔

15) ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحیٰی بن مندہ الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 396ھ ،اس فن میں انہوں نے دو کتابیں لکھی ہیں:

1. "کتاب الاسماء والکنی" ہے۔
2. "فتح الباب فی الکنیٰ والالقاب" ہے۔

(رسالۃ مستطرفہ ص:121 / تاریخ الادب العربی ص:229ج:3 / تاریخ التراث ص:530ج:1۔۔۔)

16) ابو الولید بن الفرخی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 403ھ ان کی کتاب کا نام "مجمع الادب فی معجم الاسماء والالقاب" ہے۔

17) ابو عبد اللہ الحاکم النیساپوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 404ھ، ان کی کتاب کا نام " الکنی والالقاب" ہے۔

18) ابو الفضل علی بن الحسین الفلکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 427 ھ ، ان کی کتاب کا نام "منتھی الکمال فی معرفۃ الالقاب للرجال" ہے۔

19) ابن عبد البر القرطبی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 463ھ ان کی کتاب کا نام "الاستغناء فی معرفۃ الکنی" ہے جو در حقیقت مندرجہ ذیل تین کتابوں کا مجموعہ ہے:

1. من عرف من الصحابة بالكنية ولم يوقف له على اسم او اختلف فيه۔
2. اسماء المعروفين بالكنية من التابعين ومن بعدهم۔
3. من لم يوقف له منهم على اسم ولا عرف بغير كنية۔

(بحوث فی تاریخ السنۃ ص:135)

کتب المؤتلف والمختلف

اس موضوع پر بھی محدثین کی ایک بڑی تعداد نے کتابیں تصنیف کی ہیں! جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1) ابو احمد الحسن بن عبد اللہ العسکری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 382ھ، ان کی کتاب کا نام "تصحیفات المحدثین" ہے جو دو جلدوں پر چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔

2) امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 385 ھ ۔ ان کی کتاب کا نام " المؤتلف والمختلف" ہے۔

3) ابو الولید عبد اللہ بن محمد القرطبی المعروف بابن الفرخی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 403ھ ،ان کی اس فن میں دو کتابیں ہیں:

1. "المؤتلف والمختلف"۔
2. "مشتبہ النسبۃ"۔

4) عبد الغنی بن سعید الازدی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 404ھ، اس موضوع پر انہوں نے دو کتابیں تصنیف کی ہیں:

1. "المؤتلف والمختلف فی اسماء الرجال"۔
2. "مشتبہ النسبۃ" کے نام سے ہے۔

5) ابو سعید احمد بن محمد المالینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 412ھ ، ان کی کتاب کا نام " المؤتلف والمختلف" ہے۔

6) ابو القاسم یحیٰ بن علی الحضرمی المعروف بابن الطحان رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 416ھ، انہوں نے بھی اس موضوع پر ایک کتاب تصنیف کی ہے۔

7) ابو العباس جعفر بن محمد المستغفری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 432ھ۔

8) ابو حامد احمد بن محمد بن احید المانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 436ھ ان کی کتاب کا نام " المختلف والمؤتلف فی الاسماء " ہے۔(معجم المؤلفین رضا کحالۃ ص: 79)

9) خطیب البغدادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 463ھ ان کی " المؤتلف تکملۃ المختلف" کے نام سے ایک کتاب ہے۔

10) امیر ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 475ھ اس موضوع پر ان کی دو 2 کتابیں ہیں:

1. "الاکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف و المختلف من الاسماء والکنی والالقاب"۔(یہ چھ جلدوں میں منظر عام پر آچکی ہے)

2. "مستمر الاوھام علی ذوی التمنی والاحلام" کے نام سے مشہور ہیں۔

(بحوث فی تاریخ السنۃ ص:136 ج:1)

11) حسین بن محمد بن احمد الغسانی الجیانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 498ھ۔ ان کی کتاب کا نام "تقیید المھمل وتمییز المشکل" یہ کتاب رجال صحیحین کے ضبط اسماء کے متعلق ہے۔

12) ابو المظفر محمد بن احمد البیوردی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 507 ھ ان کی کتاب کا نام "المؤتلف والمختلف" ہے۔

13) ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 507 ھ ان کی کتاب کا نام "المؤتلف والمختلف من الاسماء" ہے یہ کتاب خط اور ضبط کی وجہ سے واقع اشتباہ کے رفع کرنے میں مفید ہے۔

کتب المتفق والمتفرق والمتشابہ

ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری حفظہ اللہ کے قول کے مطابق اس فن میں تصنیف کا رواج کافی تاخیر سے

شروع ہوا، اس فن میں اہل فن کی خدمات کی جھلک پیشِ خدمت ہے:

1) ابو بکر محمد بن عبد اللہ الجوزقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 382ھ، ان کی اس فن میں دو کتابیں ہیں:

1. "المتفق والمتفرق"۔
2. "المتفرق الكبير"۔

(التحبیر ترجمہ رقم 72 / تذکرۃ الحفاظ ص:1014 ج:3)

2) خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 463ھ ان کی بھی دو کتابیں ہیں:

1. "المتفق والمتفرق"۔
2. "موضح اوهام الجمع والتفريق"۔

کے نام سے ہے، اسی طرح اسماء المتشابہ پر بھی ان کی دو کتابیں ہیں:

1. "تلخيص المتشابه فى الرسم و حماية ما اشكل منه عن بوادر التصحيف والوهم"۔
2. "تالى التلخيص"۔

تواریخ الوفیات

عام طور پر محدثین تاریخ اور جرح والتعدیل کی کتابوں میں راویوں کے حالات ذکر کرنے کیساتھ ساتھ ان کی سنِ ولادت اور سنِ وفات کو بھی ذکر کرتے ہیں ابتداءً محدثین اور مورخین عادتاً یا رواجاً سنِ ولادت اور سن وفات کو ذکر کیا کرتے تھے! لیکن تیسری صدی

ہجری کے آخر سے یہ ایک مستقل فن شمار ہونے لگا! اور محدثین نے صرف راویوں کی تاریخ اور سن وفات پر مستقل کتابیں لکھنی شروع کردیں۔

تاریخ وفات کی اہمیت محدثین کے یہاں اس لئے ہے کہ اس سے وہ نقد اسناد میں فائدہ اٹھاتے ہیں! چنانچہ اس ذریعہ سے محدثین نے بہت سے راویوں پر تنقید کی ہے اور ان کے جھوٹ کو ظاہر کیا ہے! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر محدثین کے یہاں راویوں کی تاریخ وفات کا اہتمام نہ ہوتا تو وہ بعض لوگوں پر تنقید کرنے اور ان کے جھوٹ کو ظاہر کرنے سے عاجز ہوتے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل واقعات سے اس فن کے فوائد اور اس کے ذریعہ سے محدثین کے نقد کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

1) امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ صحیح مسلم میں نقل کیا ہے کہ:

((ان لمعلیٰ بن عرفان قال حدثنا ابو وائل قال خرج علینا ابن مسعود رضی اللہ عنہ بصفین فقال ابو نعیم اتراہ بعث بعد الموت))

(مقدمہ صحیح مسلم ص:26ج:1۔اعلان بالتوبیخ ص:391)

"معلیٰ بن عرفان نے کہا کہ ہمیں ابو وائل نے بتایا کہ جنگ صفین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے، تو ابو نعیم نے معلیٰ بن عرفان سے کہا کہ ہمیں ابو وائل نے بتایا کہ جنگ صفین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے، تو ابو نعیم نے معلیٰ بن عرفان سے کہا کہ کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوئے تھے"۔

اب اس واقعہ میں ابو نعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ نے معلیٰ کے جھوٹ سنِ وفات کے

ذریعہ سے معلوم کیا، کیونکہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتقال 32ھ یا 33ھ میں ہوا ہے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں) اور جنگ صفین 37ھ میں ہوئی ہے! یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتقال اس جنگ سے چار یا پانچ سال قبل ہوا ہے تو وہ کیسے جنگ صفین کے موقع پر حاضر ہوئے۔

2) اسی طرح سہیل بن ذکوان کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اپنی ملاقات

3) اور سماع کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں نے واسط کے مقام پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فلاں حدیث سنی

ہے۔ حالانکہ واسط کی بناء حجاج کے دور میں ہوئی جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انتقال اس سے بہت پہلے ہو چکا تھا۔ (اعلان بالتوبیخ ص:390)

4) ایک آدمی نے مشہور محدث اسماعیل بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اس بات کا دعویٰ کیا کہ میں نے خالد بن معدان سے روایتیں سُنی ہیں، اسماعیل بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ نے اِن سے پوچھا کہ تم نے کب سُنی ہیں، اس نے کہا 113ھ میں۔ اسماعیل نے جواب دیا کہ خالد کا انتقال تو 106ھ میں ہوا ہے تو کیا تم نے ان کے انتقال کے سات سال بعد ان سے حدیثیں سُنی ہیں۔ (مقدمہ ابن صلاح ص:154 / اعلان بالتوبیخ ص:390)

5) سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں کسی نے اطلاع دی کہ بخارا سے ایک آدمی آیا ہے جو ابنِ طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث سننے کا دعویٰ کرتا ہے، سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سے اس کی عمر کے متعلق معلوم کرو، پتہ کیا اور حساب لگایا تو معلوم

ہوا کہ اس کی پیدائش طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے دو سال بعد ہوئی ہے۔ (تاریخ بغداد للخطیب ص:327ج:6)

6) ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ صاحب مستدرک سے منقول ہے کہ جب ہمارے پاس ابو جعفر محمد بن حاتم الکشی آئے اور عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ سے بلا واسطہ روایتیں نقل کرنی شروع کر دیں تو میں نے ان کی سنِ پیدائش کے متعلق دریافت کیا، اس نے جواب دیا کہ وہ 260ھ میں پیدا ہوا ہے تو میں نے لوگوں سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے انتقال کے تیرہ 13 سال بعد حدیثیں سُنی ہیں۔ (تاریخ دمشق ص:25ج:1 / مقدمہ ابن صلاح 154)

اس لیے کہ عبد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال اس کی پیدائش سے تیرہ سال قبل 147 ھ میں ہوا تھا۔

ان تمام واقعات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رواۃ حدیث پر نقد اور لوگوں کے جھوٹ معلوم کرنے کے لئے تاریخ وفات ایک بہترین ذریعہ ہے ! اسی لیے سفیان ثوریؒ سے منقول ہے کہ جب بعض راویانِ حدیث نے جھوٹ بولنا شروع کیا تو ہم نے ان کے مقابلے میں تاریخ کو استعمال کرنا شروع کیا۔

(اعلان ص:390)

یعنی ان کے جھوٹ کو تاریخ کے ذریعہ سے معلوم کیا اور پھر اسی ذریعہ سے اس کو لوگوں کے سامنے ظاہر کیا۔

حفص بن غیاث رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اگر کسی راوئ حدیث پر جھوٹ کا گمان ہو جائے تو تاریخ اور سن وفات وغیرہ کے ذریعہ سے حساب لگالیا کرو اگر وہ جھوٹا ہے

تواس کا جھوٹ ظاہر ہو جائے گا۔

(تہذیب تاریخ دمشق ص:25ج:1)

حسان بن زید رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ کذّابین کے جھوٹ کو معلوم کرنے کے لئے سب سے زیادہ استعانت تاریخ سے ملتی ہے۔

(تہذیب تاریخ دمشق ص:26ج:1)

انہی فوائد کے لیے محدثین وفیات کے معلوم کرنے کا بھی اتنا ہی اہتمام کیا کرتے تھے جتنا کہ حدیث سننے اور جمع کرنے کا، چنانچہ حسن بن ربیع سے منقول ہے کہ جب میں بغداد سے واپس جانے لگا تو بعض محدثین مجھے رخصت کرنے آئے! عین روانگی کے وقت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اس سوال کا کیا مقصد تھا! آپ نے فرمایا کہ اس کے ذریعہ سے ہم کذابین کو معلوم کرتے ہیں۔

(تاریخ دمشق ص:26ج:1 / اعلان ص:454)

AskIslamPedia
Gateway to Islamic Information
Free Online Islamic Encyclopedia

چنانچہ اس سنِ وفات کے ذریعہ سند حدیث کا انقطاع، عضل، تدلیس اور ارسال کو معلوم کیا جاتا ہے نیز اس فن کے ذریعہ سے "مؤتلف ومختلف"، "متفق ومتفرق" اسماء اور نسبتوں میں اشتباہ وغیرہ اور اس قسم کے بہت سارے فنون ومقامات میں فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

(اعلان 386)

مثلا حافظ ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ " جریری المذھب " ہے، اب اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشہور مجتہد محمد بن جریر الطبری کی طرف منسوب ہیں، حالانکہ صحیح یہ ہے کہ یہ جریر بن عثمان کی طرف منسوب ہے اور صحیح عبارت یوں ہے کہ " جریزی المذھب " گویا کہ پہلی عبارت میں تصحیف ہوئی ہے! کیونکہ اگر دونوں کی تاریخ وفات کو دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ابراہیم بن یعقوب محمد بن جریر طبری کے مشائخ کے طبقے کا آدمی ہے اس لیے ان کی نسبت محمد بن جریر طبری کی طرف کیسے ہو سکتی ہے۔

اسی طرح مثلاً احمد بن نصر الہدانی اور احمد بن نصر الداودی کو بعض لوگوں نے ایک ہی آدمی سمجھا ہے، حالانکہ تاریخ وفات سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں الگ الگ آدمی ہیں کیونکہ اوّل الذکر کی سنِ وفات 317، اور مؤخر الذکر کی 402 ہے۔

(اعلان بالتوبیخ 392)

ان ہی فوائد ووجوہات کی بناء پر محدثین نے اس فن کو اہمیت دی، اگرچہ تاریخ رجال کے ابتدائی دور میں اس کا اہتمام زیادہ نہیں تھا جیسے کہ امام بخاریؒ کی تاریخ کبیر کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے! لیکن بعد میں اس کا خوب اہتمام ہوا جیسے کہ تاریخ بغداد وغیرہ سے اندازہ ہوتا ہے۔

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

(تاریخ اسلام للذہبی ص:17ج:1)

کتب الوفیات

اس فن میں مندرجہ ذیل حضرات نے کتابیں لکھی ہیں!

1) عبد الباقی بن قانع البغدادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 351 ھ ۔ ان کی کتاب کا نام " الوفیات " ہے جس میں 346ھ تک کے علماء اور مشاہیر کے وفیات کا ذکر ہے۔(اعلان بالتوبیخ للسخاوی ص:701)

2) محمد بن عبد اللہ بن زبر الربعی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ 379 ھ ان کی کتاب کا نام "تاریخ مولد العلماء ووفیاتھم " ہے ۔(تاریخ الادب العربی ص: 227ج:3 / تاریخ التراث ص:504ج:1)

بقول سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب میں ابتداء ہجرت سے لے کر 338 ھ تک کے وفیات کا ذکر ہے۔

3) الخطیب البغدادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 463 ھ ۔ ان کی کتاب کا نام " السابق واللاحق فی تباعد مابین وفات الراویین عن شیخ واحد " ہے۔(بحوث فی تاریخ السنۃ ص:141)

4) ابو محمد عبد العزیز بن احمد الکنانی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 466ھ ۔ انہوں نے ابن زبر کے وفیات کا ذیل لکھا ہے جو 338ھ سے 462ھ تک کے وفیات پر مشتمل ہے۔(بحوث فی تاریخ السنۃ ص:142)

5) ابو القاسم عبد الرحمن بن مندہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 470ھ ان کی کتاب کا نام "الوفیات" ہے، جس کے متعلق حافظ ذہبی کا قول ہے کہ:((لم ارا کثر استعابا منه))۔(الرسالۃ المستطرفہ ص:211)

6) ابو محمد ہبۃ اللہ بن احمد الاکفانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 524 ھ ۔ ان کی کتاب کا نام "جامع الوفیات" ہے جو کنانی کی کتاب کا ذیل ہے جس میں 463ھ سے 485ھ تک کے وفیات کا ذکر ہے، ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ کی "وفیات الاعیان" وغیرہ بھی اس قسم کی کتابیں ہیں۔

تواریخ المحلیہ

تواریخ محلیہ سے اسماء رجال اور تاریخ کی وہ کتابیں مراد ہیں جو کسی خاص علاقے کی تاریخ اور وہاں کے علماء محدثین کے متعلق لکھی گئی ہوں اگرچہ ابتداءً اس کا رواج نہیں تھا لیکن بقول ڈاکٹر ضیاء عمری حفظہ اللہ تیسری صدی ہجری کے نصف سے اس کا رواج شروع ہوا اور اس فن پر علاقوں کے لحاظ سے کتابیں لکھی جانے لگیں۔

(بحوث فی تاریخ السنۃ المشرقہ ص:142)

چونکہ ہر عالم اپنے علاقے اور قریب کے رہنے والے علماء اور اصحاب فنون سے بہ نسبت دوسروں کے زیادہ واقف ہوتا ہے اس لئے اس قسم کی تاریخی کتابیں رجال کے تعاون کے سلسلے میں دوسری کتب سے زیادہ مفید اور معلومات افزاء ہوتی ہیں اور ویسے

بھی محدثین کا قاعدہ یہ ہے کہ علم حدیث طلب کرنے والے طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے وہ اپنے شہر کے محدثین و شیوخ سے واقف ہو۔

(تاریخ بغداد ص:214ج:1)

اسی وجہ سے علاقائی تواریخ محدثین کے ہاں زیادہ قابلِ اعتماد بھی تھی بلکہ اس قسم کی تاریخی کتب باقاعدہ علماء کے حلقوں میں درس میں داخل ہوا کرتی تھی۔

(معجم الادباء ص:246ج:1)

اس قسم کی تاریخی کتب اگرچہ بعض دفعہ تعصب اور اپنے علاقوں پر فخر کے جذبے کے تحت لکھی گئی ہیں، مندرجہ ذیل کتابیں اسی قبیل کی ہیں:

1) "التاریخ فی رجال المحدثین بهرویه" سعید بن کثیر بن عضیر المصری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 226ھ کی کتاب ہے۔(فہرست ابن خیر 238 و اعلان بالتوبیخ للسخاوی ص:153 والانساب للسمعانی ص:421)

2) "اخبار مرؤیه" ابوالحسن احمد بن سیار بن ایوب المروزی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 268ھ کی کتاب ہے، اس کا ذکر خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم نے کیا ہے۔(تاریخ بغداد ص:188 ج:4۔ تذکرۃ الحفاظ ص:560۔ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص:183ج:2 اعلان بالتوبیخ ص:644 تہذیب والتہذیب ص:35ج:1) یہ دونوں کتابیں مرو کی تاریخ اور

وہاں کے علماء و محدثین کے متعلق لکھی گئی ہیں لیکن یہ دونوں کتابیں اب موجود نہیں ہیں اس لئے کہ مشہور کتب خانوں کی فہرستوں میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

3) "تاریخ قزوین" یہ مشہور محدث اور سنن ابن ماجہ کے مصنف ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ الربعی القزوینی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 273ھ کی تصنیف ہے اس کا ذکر ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور صاحب کشف الظنون اور سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے مشہور محدث حافظ ابن طاہر المقدسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 507ھ نے قزوین میں اس کا ایک ایسا نسخہ دیکھا تھا جس کے خاتمہ پر امام ابن ماجہ کے شاگرد جعفر بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے تحریر بھی موجود تھی لیکن آج جس طرح ابن ماجہ کی تفسیر ناپید ہے اس طرح ان کی تاریخ بھی موجود نہیں ہے اور نہ متداول کتابوں میں اس کے حوالے ملتے، اگرچہ صاحب "کشف الظنون" اور ڈاکٹر ضیاء عمری حفظہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ تاریخ پر ابن ماجہ کی دو کتابیں تھیں ایک "التاریخ" کے نام سے تھی اور ایک "تاریخ قزوین" کے نام سے تھی لیکن مولانا عبد الرشید نعمانی نے اپنی کتاب ابن ماجہ اور علم حدیث میں لکھا ہے کہ ہمارے خیال میں "تاریخ قزوین" کوئی مستقل کتاب نہیں ہے بلکہ التاریخ کے نام سے جو بڑی کتاب ہے یہ اس کا جز ہے۔(البدایۃ والنہایۃ ص:52 ج:11۔ الرسالۃ المستطرفۃ ص:133 و بحوث فی تاریخ السنۃ ص:143 و امام ابن ماجہ اور علم حدیث ص:126و127)

4) "تاریخ اوسط" یہ ابو الحسن اسلم بن سہل بحشل الواسطی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 288ھ کی تصنیف ہے یہ کتاب بغداد میں 1967ء میں کوریس عواد کی تحقیق کے ساتھ طبع ہوئی تھی۔(بحوث فی تاریخ السنۃ ص:144)

5) "تاریخ بلخ" یہ ابو علی عبد اللہ بن محمد بن علی البلخی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 394ھ کی تصنیف ہے جس میں بلخ کے علماء اور محدثین کے حالات اور تراجم مذکور ہیں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرۃ الحفاظ "میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔(تذکرۃ الحفاظ ص:690وبحوث فی تاریخ السنۃ ص:144)

6) "تاریخ الحمصیین" یہ احمد بن محمد بن عیسیٰ البغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے ابن عساکر خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اس کا ذکر اپنی کتابوں میں کیا ہے۔(ملاحظہ ہو تاریخ بغداد ص:63ج:5۔اصابہ ص:97ج:1ص:154ج:1ص:167ج:1۔تاریخ دمشق لابن عساکر ص:97 ج:10وص:109وص:246بحوالہ بحوث فی تاریخ السنۃ وکذا فی کنز العمال ص:330ج:1)

7) "تاریخ المراوزۃ" یہ ابورجاء محمد بن حمدویہ السنجی الہورقانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 306ھ کی تصنیف ہے

اس کا ذکر خطیب رحمۃ اللہ علیہ ، ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ اور سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔(تاریخ بغداد ص:460ج:5والاکمال ص:473ج:4واعلان بالتوبیخ ص:644)

8) "تاریخ بلخ" یہ محمد بن عقیل ابن الازہر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 316ھ کی تصنیف ہے

اس کا ذکر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔(تاریخ بیہق ص:21بحوالہ بحوث ص:144وتذکرۃ الحفاظ ص:791)

9) "تاریخ حران"۔

10) "کتاب الجزیرۃ"۔

11) "کتاب الرقۃ" یہ تینوں کتابیں ابو عروبۃ الحسین بن محمد بن مودود الحرانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 318 ھ کی ہیں ان کتابوں کا ذکر امام سمعانی رحمۃ اللہ علیہ اور سخاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کیا ہے۔(الانساب للسمعانی ص 107 ج:4۔ الارشاد للخلیلی60بحوالہ بحوث ص:144 واعلان بالتوبیخ ص:627و632)

12) "تاریخ نیسابور" یہ عبد اللہ بن علی الجارود النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 320ھ کی
لکھی ہوئی ہے علامۃ کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الرسالۃ المستطرفۃ" میں اس کا ذکر کیا ہے ۔(الرسالۃ ص:130)

13) "طبقات علماء بلخ" یہ علی بن الفضل بن طاہر البلخی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 323ھ کی تصنیف ہے سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاعلان بالتوبیخ" میں اس کا ذکر کیا ہے۔(الاعلان ص:624)

14) "طبقات علماء بلخ" یہ اس نام سے دوسری کتاب ہے جو ابو عبد اللہ محمد بن جعفر بن غالب الورّاق الجویباری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے یہ ماقبل میں مذکور علی بن الفضل رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں ان کی کتاب کا ذکر علامۃ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ اور

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔(ملاحظہ ہو انساب ص:271 ج:5 والاعلان ص:624)

15) "طبقات علماء بلخ" یہ اس نام سے تیسری کتاب ہے اس کے مصنف ابو اسحاق ابراہیم بن احمد المستملی رحمۃ اللہ علیہ ہیں یہ بھی علی بن الفضل رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں اس کتاب کا ذکر علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "اعلان بالتوبیخ" میں کیا ہے۔(الاعلان 623)

16) "تاریخ حمص" یہ عبد الصمد بن سعید بن علی الحمصی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 324ھ کی کتاب ہے۔(بحوث فی تاریخ السنۃ المشرقہ ص:145)

17) "طبقات علماء افریقیۃ وتونس" یہ کتاب ابو العرب محمد بن احمد بن تمیم القیروانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 333ھ کی تصنیف ہے اس کا اختصار جو ابو عمر احمد بن محمد الطلمنکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 429ھ نے کیا ہے علی شابی اور فعیم حسن الیانی کی تحقیق کے ساتھ الدار التونسیۃ للنشر سے 1968ء میں طبع ہوا تھا۔(بحوث فی تاریخ السنۃ ص:145)

18) "تاریخ الرقۃ" یہ محمد بن سعید القشیری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 334ھ کی لکھی ہوئی ہے جو طاہر النفسانی کی تحقیق کے ساتھ حماۃ میں مطبعۃ الاصلاح سے طبع ہوئی ہے۔(بحوث ص:145)

19) "تاریخ ھراۃ" یہ ابو اسحاق احمد بن محمد بن یاسین الحداد الہروی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 334ھ کی تصنیف ہے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر کیا

ہے۔(ملاحظہ ہو تاریخ بیہق ص:21 وطبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص:295 ج:2 وبحوث ص:145)

20) "طبقات العلماء والمحدثین من اهل موصل" یہ ابوزکریا یزید بن محمد بن ایاس الازدی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 334ھ کی تصنیف ہے خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔(ملاحظہ ہو تاریخ بغداد ص:6 ج:4 الاصابۃ 63 ج:1 وتہذیب التہذیب ص:51 ج:2 ص:404 ج:2 ص:414 ج:3 وص:253 ج:4 اسد الغابۃ ص:11 ج:1)

21) "تاریخ البصرة" یہ دونوں کتابیں ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد ابن الاعرابی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 340ھ کی تصانیف میں سے ہے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کتابوں کا ذکر کیا ہے۔(ملاحظہ ہو تذکرۃ الحفاظ ص: 852 واعلان بالتوبیخ ص: 571 والرسالۃ المستطرفۃ ص: 137 واعلان ص: 650)

22) "تاریخ مصریہ" ابوسعید عبدالرحمن بن احمد بن یونس الصدفی المصری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 347ھ کی کتاب ہے یہ بہت مشہور اور متداول کتاب تھی خطیب رحمۃ اللہ علیہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور سخاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اس کا ذکر بھی کیا ہے اور اس سے اپنی کتابوں میں اقتباسات بھی نقل کئے ہیں۔(تاریخ بغداد ص:75 ج:6 تذکرۃ الحفاظ 898 وتاریخ اسلام ص:16 ج:1 واعلان ص:592 وص:645 وتہذیب التہذیب ص:218 ج:6 واکمال تہذیب

AskIslamPedia
Gateway for Islamic Information
Free Online Islamic Encyclopedia

الکمال ص:801)

23) "تاریخ الموصل" یہ ابو بکر محمد بن عمر بن مسلم ابن الجعابلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 355ھ کی کتاب ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب التہذیب میں اس کا اقتباس نقل کیا ہے۔(تہذیب التہذیب ص:154ج:9)

24) "کتاب فی محدثی بغدادیہ" بھی مذکورہ بالا ابو بکر محمد بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ بغداد میں اس کا اقتباس نقل کیا ہے۔(ص:90ج:1)

25) "تاریخ اصبہان "یہ حمزۃ بن الحسین الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 360ھ کی تصنیف ہے علامہ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ اور سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔(ملاحظہ ہو الانساب ص:284ج:1 والاعلان ص:616)

26) "طبقات المحدثین باصبھان والواردین علیھا" یہ ابو الشیخ الانصاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 369ھ کی لکھی ہوئی ہے اور دمشق کے دار الکتب الظاہریۃ میں اس کا مخطوط نسخہ موجود ہے۔(بحوث فی تاریخ السنۃ ص:146)

27) "تاریخ داریا" یہ ابو عبد اللہ عبد الجبار بن عبد اللہ الخولائی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 370ھ کی تصنیف ہے اور سعید الافغانی کی تحقیق سے دمشق میں 1950ء میں طبع ہوئی تھی۔

28) "طبقات الھمذانیین" یہ صالح بن احمد التمیمی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 374ھ کی کتاب ہے خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی کتابوں میں اس کا

ذکر کیاہے اور اس کے اقتباسات بھی نقل کئے ہیں۔(تاریخ بغداد ص:330 ج:9تذکرۃالحفاظ ص:985،986)

29) "تاریخ المراوزۃ" یہ احمد بن سعید بن اُبی معدان رحمۃاللہ علیہ المتوفی 375ھ کی لکھی ہوئی ہے امام بیہقی رحمۃاللہ علیہ اور سخاوی رحمۃاللہ علیہ نے اس کا ذکر کیاہے۔(تاریخ بیہق ص:21واعلان644)

30) "تاریخ الری یہ ابن بابو" یہ المتوفی 381ھ کی تصنیف ہے حافظ ابن حجر رحمۃاللہ علیہ اور داؤدی رحمۃاللہ علیہ نے اس کاذکر کیاہے۔(تہذیب التہذیب ص:470ج :9وطبقات المفسرین للداودی ص:106ج:3)

31) "تاریخ سمرقند" یہ حافظ ابو سعید عبد الرحمن بن محمد الادریسی الاستر اباذی رحمۃاللہ علیہ المتوفی 405 ھ کی کتاب ہے خطیب بغدادی رحمۃاللہ علیہ ذہبی رحمۃاللہ علیہ اور سخاوی رحمۃاللہ علیہ نے اس کا ذکر کیا ہے ۔(تاریخ بغداد ص:302ج:10وص:303ج:10وتذکرۃالحفاظ ص:1063واعلان 615)

32) "تاریخ استراباذ یہ" بھی مذکورہ بالا مصنف کی کتاب ہے، علامۃ سمعانی رحمۃاللہ علیہ ذہبی رحمۃاللہ علیہ اور سخاوی رحمۃاللہ علیہ نے اس کا ذکر کیاہے۔(ملاحظہ ہو الانساب ص:199ج:1وتذکرۃالحفاظ ص:1062واعلان ص:615)۔

33) "تاریخ اصبہان" یہ ابو بکر احمد بن موسیٰ بن مردویۃ رحمۃاللہ علیہ المتوفی410ھ کی ہے داؤدی رحمۃاللہ علیہ نے طبقات المفسرین میں اس کا ذکر کیا ہے ۔(طبقات

المفسرین ص:93ج:1ورسالۃ المستطرفہ ص:131 وبحوث فی تاریخ السنۃ ص:147)

34) "تاریخ بخاریٰ" یہ محمد بن احمد بن سلیمان الغنجار البخاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 412 ھ کی تالیف ہے خطیب رحمۃ اللہ علیہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔(تاریخ بغداد ص:27ج:10 تذکرۃ الحفاظ ص:1052 والاعلان ص:620)

35) "الذیل علی تاریخ مصر یہ" ابو القاسم یحییٰ بن علی الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 416ھ کی کتاب ہے یہ ابو سعید عبد الرحمن بن احمد رحمۃ اللہ علیہ (جو ما قبل میں مذکور ہے) کی تاریخ مصر پر ذیل ہے(بحوث فی تاریخ السنۃ ص:148)، اس کی پہلی جلد دمشق کے کتب خانہ الظاہریہ میں موجود ہے۔

36) "تاریخ المغاربۃ" یہ محمد بن عبید اللہ بن احمد المسبحی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 420ھ کی تصنیف ہے علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اور ڈاکٹر ضیاء العمری حفظہ اللہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔(الاعلان بالتوبیخ لمن زم التاریخ ص:646 وبحوث فی تاریخ السنۃ ص:148)

37) "تاریخ جرجان" یہ ابو القاسم حمزۃ بن یوسف السہمی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 427ھ کی تصنیف ہے پہلے حیدر آباد دکن سے 1950ء میں طبع ہوئی اور پھر کئی دفعہ طبع ہوئی ہمارے پیشِ نظر اس کی تیسری طبع ہے جو عالم الکتب بیروت لبنان سے 1981ء میں طبع ہوئی ہے۔

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

38) "ذکر اخبار اصبہان" یہ مشہور محدث ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب الحلیۃ وغیرہا المتوفی 430ھ کی تصنیف ہے یہ کتاب بھی حیدر آباد دکن سے طبع ہوئی تھی اس وقت ہمارے پیش نظر یہی نسخہ ہے۔

39) "تاریخ نسف"۔

40) "تاریخ کش" یہ دونوں کتابیں جعفر بن محمد المستغفری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 432ھ کی تصانیف میں سے ہیں ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الحفاظ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ بحوث فی تاریخ السنۃ ص:148)

41) "تاریخ بغداد" یہ مشہور متداول اور مطبوع کتاب ہے احمد بن علی الخطیب البغدادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 463 ھ یہ کتابیں چودہ جلدوں میں ہیں اور خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں میں اس کی ایک امتیازی شان ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو الحافظ الخطیب البغدادی واثرہ فی علوم الحدیث۔ ڈاکٹر محمود طحان طبع دار القرآن الکریم بیروت لبنان)، یہ کتاب سب سے پہلے 1931ء میں طبع ہوئی تھی اس کے بعد اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے ہیں۔

42) "تاریخ اصبہان" یہ ابو القاسم عبد الرحمن بن محمد بن اسحاق بن مندہ المتوفی 470ھ کی کتاب ہے کتانی اور ڈاکٹر ضیاء عمری نے اس کا ذکر کیا ہے۔ (الرسالۃ لکتانی ص:131 و بحوث ص:148)

43) "تاریخ مرو" یہ ابو صالح احمد بن عبد المالک بن علی النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ المؤذن

المتوفی 470ھ کی تصنیف ہے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الحفاظ میں اس کا ذکر کیا ہے۔(ملاحظہ ہو ص:1162 و بحوث ص:148)

44) "تاریخ اصبہان" یہ ابو زکریا یحیٰی بن عبد الوہاب بن مندہ رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 511 ھ کی کتاب ہے۔(الرسالۃ المستطرفۃ ص:131)

اس فہرست سے واضح ہوا کہ علماء تاریخ و اسماء رجال نے ہر شہر کے راویوں اور علماء و محدثین کی الگ الگ تاریخیں بھی لکھی ہیں بلکہ ایک ایک شہر کی متعدد تاریخیں لکھی گئی ہیں، ان کتابوں میں سے اکثر کتابیں تو اب محفوظ و موجود نہیں ہیں البتہ بعض کتابیں دنیا کے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں اور بعض مطبوعہ بھی ہے جس کی تفصیل ڈاکٹر ضیاء العمری حفظہ اللہ کی "تاریخ السنۃ المشرقہ "میں موجود ہے۔(ملاحظہ ہو تاریخ السنۃ المشرقۃ" ص:149 تا 155)

معاجم الشیوخ

اس قسم کی کتابوں میں عام طور پر علماء اور محدثین اپنے ان اساتذہ کا ذکر کرتے ہیں جن سے انہوں نے علم حاصل کیا ہوتا ہے یا اپنی کسی کتاب میں ان سے روایات نقل کی ہوتی ہیں ان کتابوں میں عام طور پر حروف تہجی کی ترتیب سے اسماء کو ذکر کیا جاتا ہے اور کبھی شہروں کی ترتیب سے ذکر کرتے ہیں عام طور پر ان کتابوں میں فقط شیوخ کے اسماء کو ذکر کیا جاتا ہے ان کے تفصیلی حالات یا ان پر جرح و تعدیل کا ذکر نہیں ہوتا ہے لیکن چونکہ یہ ایسے لوگوں کی لکھی ہوئی کتابیں ہوتی ہیں جو براہ راست ان لوگوں سے ملاقات کر چکے

ہوتے ہیں اور ان کے حالات سے واقف ہوتے ہیں جن کے حالات وہ لکھتے ہیں اس لئے یہ فن اسماء رجال کا ایک قیمتی ذخیرہ ہے جس سے استغناء ممکن نہیں ہے۔(بحوث فی تاریخ السنۃ المشرقہ ص:156 و اعلان بالتوبیخ ص:605)،اس قسم کی کچھ کتابوں کا تذکرہ ہم ذیل میں مختصراً کرتے ہیں:

1) "**معجم الشیوخ لابی یوسف یعقوب الفسوی**" المتوفی 277ھ، یہ علامہ کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے الرسالۃ میں ذکر کیا ہے کہ یہ ان شہروں کی ترتیب پر لکھی گئی جن شہروں میں فسوی زمانہ تحصیل علم میں داخل ہوئے تھے اس کتاب کے دو جزء کتب خانہ ظاہریۃ دمشق کے مخطوطات میں موجود ہے۔

2) "**معجم الشیوخ للنسائی**" یہ ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 303ھ

کی کتاب ہے جس میں انہوں نے اپنے اساتذہ و شیوخ کو حروف تہجی کی ترتیب سے جمع کیا ہے(بحوث ص:156 و تسمیۃ ماوردبہ الخطیب رقم 394)۔

3) "**معجم الشیوخ لابی یعلی الموصلی**" المتوفی ص:307۔(بحوث ص :156)

4) "**تاریخ وفاۃ شیوخ البغوی**" یہ ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز البغوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 317ھ کی کتاب ہے۔ (اس کا تذکرہ مخطوطات دار الکتب الظاھر ص: 225 یوسف العش میں ہے بروکلمان کی تاریخ الادب العربی ص:222 ج:3، اور البانی رحمۃ اللہ علیہ کی فہرست مخطوطات الظاھریہ ص:

236 و 237 میں بھی اس کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نسخہ مخطوطہ موجود ہے بحوث ص:156)

5) "معجم الشیوخ لابی عبد اللہ محمد بن مخلد الدوری العطار "اس کا ذکر خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ بغداد میں کیا ہے۔(تاریخ بغداد ص:242 ج:1)

6) "معجم الشیوخ لابی العباس ابن عقدہ" المتوفی 332ھ اس کا ذکر بھی تاریخ بغداد میں ہے۔

7) "معجم الشیوخ لابی الحسن عبد الصمد بن علی الطستی" المتوفی 346ھ اس کا ذکر بھی خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد" میں کیا ہے۔(تاریخ بغداد ص:50 ج:7)

8) "معجم الشیوخ لابی اسحاق ابراهیم بن محمد بن حمزة الاصبهانی" المتوفی 353 ھ اس کا ذکر ڈاکٹر ضیاء عمری حفظہ اللہ نے بحوث فی تاریخ السنۃ المشرقہ میں کیا ہے۔(بحوث ص:157)

9) امام ابو القاسم الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی 360ھ نے بھی "معجم الاوسط" اور "معجم الصغیر" میں احادیث کو اپنے شیوخ کے اسماء پر مرتب کیا ہے بقول ڈاکٹر ضیاء عمری حفظہ اللہ معجم اوسط تقریباً تیس ہزار 30،000 احادیث پر مشتمل ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ دس ہزار احادیث پر مشتمل ہے جس کی تین جلدیں جو تقریباً تین ہزار احادیث پر مشتمل ہے ڈاکٹر محمود الطحان کی تحقیق و

تخریج اور تعلیق کے ساتھ طبع ہو چکی ہے محقق نے خود ایک ملاقات میں بتایا کہ ہر جلد ایک ہزار احادیث پر مشتمل ہوگی اور پوری کتاب دس جلدوں میں طبع ہوگی اس کتاب میں امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دو ہزار اساتذہ سے احادیث نقل کی ہیں۔ معجم صغیر تقریباً پندرہ سو 1500 احادیث پر مشتمل ہے جو ایک جلد میں طبع ہو چکی ہے جس میں مصنف نے اپنے ایک ہزار اساتذہ سے حدیثیں نقل کی ہیں (کشف الظنون ص:290 ج:2 والرسالۃ المستطرفۃ ص:101 وبحوث ص:157)۔

10) "معجم الشیوخ لابی احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی" المتوفی 360ھ۔(بحوث ص:157)

11) "معجم الشیوخ لابی بکر احمد بن ابراھیم الاسماعیلی" المتوفی 371ھ۔

12) "معجم الشیوخ لابی الشیخ ابن حیان الانصاری" المتوفی 369ھ۔

13) "معجم الشیوخ لابی احمد العال"۔(بحوث ص:157)

14) "معجم الشیوخ لابی بکر محمد بن ابراھیم بن المقریء" المتوفی 381ھ۔(الاعلان بالتوبیخ ص:650)

15) "معجم الشیوخ لابی الحسن محمد بن العباس بن الفرات" المتوفی 384ھ اس کا ذکر ابن النجار نے کیا ہے۔(التاریخ المجدّد لمدینۃ السلام

AskIslamPedia
Gateway for Islamic Information
Free Online Islamic Encyclopedia

لابن النجار مخطوط ق 145 بحوالہ بحوث ص:157)

16) "معجم الشیوخ لابی الفتح یوسف بن عمر القواس" المتوفی 385ھ اس کا ذکر خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ بغداد میں کیا ہے۔(ملاحظہ ہو ص: 61ج:6)

17) "معجم الشیوخ لابی عبد اللہ محمد بن اسحاق بن مندۃ" المتوفی 395ھ۔(تاریخ التراث العربی لفواد سزکین ص:530ج:1)

18) "معجم الشیوخ لابی عبد اللہ المحاکم" صاحب المستدرک المتوفی 415ھ اس کا ذکر سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التحبیر" میں کیا ہے۔(الحبیر ترجمہ نمبر 72)

19) "معجم الشیوخ لابی ذر عبد بن احمد الھروی" المتوفی 434ھ۔(بحوث ص:158)

20) "معجم الشیوخ لعبید اللہ بن عبد اللہ بن احمد الھروی" المتوفی 438ھ۔(تاریخ التراث لفواد سزکین ص:389ج:1)

21) " معجم الشیوخ لابی علی الحسن بن احمد بن ابراھیم بن شاذان البزاز" المتوفی 426ھ اس کا ذکر علامۃ سخاوی نے الاعلان میں کیا ہے۔(ص:609)

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

22) "معجم الشیوخ لابی نعیم الاصبہانی" المتوفی 430ھ۔

23) "معجم الشیوخ لابی الحسین محمد بن علی بن المھتدی باللہ"۔

24) "معجم الشیوخ لابی عبد اللہ القضاعی"۔(ان تینوں کا ذکر بحوث ص:158 میں ہے)

25) " معجم اسامی مشائخ ابی علی الحداد الاصبہانی" یہ ابی علی الحداد الاصفہانی" معجم اسامی مشائخ ابی علی الحداد الاصبہانی" المتوفی 515ھ ان کی کتاب کا نام ہے اس کا ذکر دار الکتب المصریۃ کے مخطوطات کی فہرست میں ہے۔(فہرست مذکور ص:265 و بحوث ص:108)

ان مذکورہ بالا معاجم کے علاوہ متاخرین محدثین نے بھی اپنے اساتذہ اور شیوخ کا تذکرہ اپنے معاجم میں کیا ہے جیسے کہ ذہبیؒ، ابن حجرؒ علامۃ بدر الدین عینی وغیرہم نے اپنے اساتذہ کے تذکرے کے لیے معاجم لکھے ہیں۔ ان معاجم میں سے اکثر زمانہ کے دست و برد سے محفوظ نہیں رہے البتہ بعض معاجم مطبوع ہیں اور بعض مخطوط موجود ہیں جس کی تفصیل بحوث فی تاریخ السنۃ سے معلوم کی جاسکتی ہے۔

(ملاحظہ ہو از ص:158 تا 160)

اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ اسماء رجال کا فن ایک زندہ اور مخدوم فن ہے جس کی ہر دور میں ہر حیثیت سے خدمت کی گئی ہے اور اسانید حدیث کے ایک ایک راوی کے پورے حالات شرح و بسط کے ساتھ ہمارے سامنے موجود ہیں جس کے ذریعے سے ہر

حدیث کی حیثیت معلوم کی جاسکتی ہے اور بقول کسے یہ وہ فن ہے کہ جس کی نظیر دوسرے مذاہب وادیان میں نہیں ملتی اور نہ تاریخ عالم میں اہل اسلام کے علاوہ اس کی نظیر پیش کی جاسکتی ہے اس لئے مشہور جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر (جو 1854ء اور اس کے بعد تک ہندوستان میں رہا اور بنگال ایشیاء تک سوسائٹی کا سیکریٹری تھا اس ہی کی محنت سے واقدی کی المغازی اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی الاصابۃ پہلی بار طبع ہوئی تھی موصوف "لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم" کے مصنف بھی ہیں جس میں اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں تنقیدي انداز اختیار کیا ہے) بھی ان الفاظ کے لکھنے پر مجبور ہوا کہ کوئی قوم دنیا میں ایسی نہ گذری اور نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء رجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہو۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

Free Islamic Books

www.abmqurannotes.com I www.askislampedia.com I www.askmadani.com

Shaikh Arshad Basheer Umari Madani
Hafiz, Alim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A.;
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean The ABM School, Hyd, INDIA.
+91 92906 21633 (WhatsApp only)